تسہیل القواعد

مصنّف
حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ

قرأت اکیڈمی®
لاهور

تسہیل القواعد

جس میں ایسے آسان قاعدے جمع کئے گئے ہیں جن سے طلباء کو غلط اور صحیح میں فرق کرنے کی لیاقت بہت جلد میسر آسکتی ہے اور قرآن پاک کا تجوید کے موافق صحیح پڑھنا بہت آسانی سے سیکھ سکتے ہیں احقر نے اس کا خوب تجربہ کیا ہے،

مصنف

حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ؒ

قراءت اکیڈمی ®

28- الفضل مارکیٹ 17- اردو بازار لاہور

Ph.: 042 - 7122423

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ----- تسہیل القواعد

مصنف ----- حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتی ؒ

طابع و ناشر ----- قرآءت اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سرورق ڈیزائن ----- یونیک گرافکس۔ الفضل مارکیٹ

----- اردو بازار لاہور۔ 141 40 42-0300

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد!

پہلا سبق

اِس میں حرفوں کے نام ہیں اور وہ اس طرح ہیں:-

(۱) الف با تا ثا جیم (۲) حا خا دال ذال

(۳) را زا سین شین (۴) صاد ضاد (۵) طا، ظا

عین غین (۶) فا قاف کاف (۷) لام، میم، نون

واو (۸) ھا، ھمزہ، یا ؛

دوسرا سبق

اِس میں حرفوں کے ناموں میں جتنے جتنے حروف ہیں اُن کی گنتی ہے

اور ان ناموں کے ہجا ہیں اور وہ اس طرح شروع ہوتا ہے:-

اَلِف کے نام میں تین حروف ہیں نمبرا ہمزہ نمبر۲ لام نمبر۳ فا۔

اور اس کے ہجا اس طرح ہوتے ہیں ہمزہ زبر عَ لام فا زیر لِف اَلِف۔

با کے نام میں دو حرف ہیں نمبر ۱ با نمبر ۲ الف اور اس کے ہجا اس طرح ہوتے ہیں با الف زبر بَا اسی طرح یا تک سب حرفوں کے ہجا کراؤ۔

تیسرا سبق

حرفوں کے ناموں کو پلٹ کر پڑھانا:

اِس میں حرفوں کے ناموں کو پلٹ کر زیادہ مشق کرائی جاتی ہے اور وہ اِس طرح شروع ہوتا ہے: الف کے پلٹنے سے فِلَءُ بن جاتا ہے اور اس کے ہجا اِس طرح ہو جاتے ہیں فا زبر فَ لام ہمزہ زیر لِ فَلِءُ اِسی طرح یا تک کراؤ۔

چوتھا سبق

اِس میں تیسرے سبق کی تفصیل ہے اور وہ اِس طرح شروع ہوتا ہے کہ اِن اُنتیس ۲۹ حرفوں کی تین قسمیں ہیں:-

(۱) ملفوظی (۲) مکتوبی (۳) مسروری

(۱) ملفوظی وہ ہیں جن کے نام میں تین یا چار حروف ہوں اور وہ پلٹنے سے بگڑ جاتے ہوں اور ایسے حروف چودہ ۱۴ ہیں: ۱ الف ۲ جیم

۳ دال ۴ ذال ۵ سین ۶ شین ۷ صاد ۸ ضاد ۹ عین ۱۰ غین ۱۱ قاف ۱۲ کاف ۱۳ لام ۱۴ ہمزہ۔

(۲) مکتوبی وہ ہیں جن کے نام میں تین حرف ہوں اور وہ پلٹنے سے بگڑتے نہ ہوں اور ایسے حروف تین ہیں میم۔ نون۔ واو۔ کیونکہ جو حرف اِن کے شروع میں ہے وہی اخیر میں ہے اور درمیان میں ایک حرف ہے اب جدھر سے بھی شروع کریں گے حرف صحیح ہی رہے گا۔

(۳) مسروری وہ ہیں جن کے نام میں دو حرف ہوں اور وہ پلٹے نہ جاتے ہوں اور ایسے حروف بارہ ہیں: ۱ با ۲ تا ۳ ثا ۴ حا ۵ خا ۶ را ۷ زا ۸ طا ۹ ظا ۱۰ فا ۱۱ ھا ۱۲ یا۔ اِن بارہ حرفوں کے آخر میں الف ہے۔ جب وہ اوّل میں آئے گا تو ساکن ہونے کی وجہ سے ادا نہیں ہو سکے گا اور اگر اِس پر حرکت لگا دیں گے تو پھر الف۔ الف نہیں رہے گا بلکہ ہمزہ بن جائے گا اس لئے پلٹے نہیں جاتے۔

پانچواں سبق

حروفِ مُقطَّعات | یہ قرآن مجید کی انتیس (۲۹) سورتوں کے شروع میں آتے ہیں اور اِن سے پورے کلمے نہیں بنائے جاتے بلکہ ان کی جگہ حرفوں کے نام ہی لئے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

۱ تا ۶ الٓمّٓ۔ یہ چھ جگہ ہے اور اس میں تین جگہ مَدّ ہوتا ہے ۱ لام کے الف میں۔ اور اس میں پانچ یا تین الف کے برابر مد ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے لٓا۔ ۲ لام کے میم میں اور اس میں ایک الف کے برابر غُنّہ ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے اُمّٓ ۳ میم کی یا میں اور اس میں پانچ یا تین الف کے برابر مد ہوتا ہے اور اس طرح ہوتا ہے مِیٓمْ۔ اور ان سب کو ملا کر اس طرح پڑھتے ہیں الٓمّٓ۔ اور اس کے چھ موقعوں میں سے الٓمّٓ اللّٰہُ (آلِ عمران) میں میم کی یا میں وصلاً قصر و طول دونوں ہیں اور قصر میں یا کو ایک الف کے اور طول میں پانچ یا تین الف کے برابر کھینچتے ہیں باقی مقطعات جو آگے آرہے ہیں اُن میں بھی طلبا سے اسی طرح کہلوائیں اور جدا جدا مدّ گنوائیں۔ ۷ الٓمّٓصٓ۔ اِس میں چار مد ہیں ۸ تا ۱۲ الٓرٰ یہ پانچ جگہ ہے اور اس میں دو مد ہیں اور دوسرا مد را کے الف میں ہے جس کا نام مدِ اصلی طبعی اور طبیعی۔ ذاتی اور قصر ہے۔ ۱۳ الٓمّٓرٰ اِس میں چار مد ہیں۔ ۱۴ کٓھٰیٰعٓصٓ اس میں چھ ہیں اور ان میں سے چوتھا عین کی یا میں ہے جس میں تین وجوہ ہیں: ۱ طول پانچ الفی یا تین الفی اور یہی اولیٰ ہے ۲ توسط تین الفی یا دو الفی۔ ۳ قصر، بالکل مد نہ کرنا اور یہ ضعیف ہے اور پانچواں عین کے نون میں اِخفاء ہے۔ ۱۵ طٰہٰ اِس میں دو ہیں ۱۶ و ۱۷ طٰسٓمّٓ

دُوجگہ اِس میں چار مد ہیں جن میں سے تیسرا نون سے بدلے ہوئے میم میں ایک الف کے برابر غنہ ہے۔ ۱۸ طٰسٓ تِلْكَ اِس میں تین ہیں اور تیسرا سین کے نون میں اِخفاء ہے جس میں ایک الف کے برابر کشش بھی ہے اور سین کے نون پر وقف کردیں تو پھر اس میں دو ہی مد رہ گئے ۱۹ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ اِس میں دُو ہیں اور طیبہ کے طریق سے حفص کے لئے نون کا واو میں اِدغام بھی ہے۔ اِس صورت میں تین جگہ کشش ہوگی جن میں سے تیسری سین کے نون میں ایک الف کے برابر ہوگی۔ ۲۰ صٓ ۲۱-تا-۲۶ حٰمٓ چھ جگہ اِس میں دُو مد ہیں۔ ۲۷ حٰمٓ عٓسٓقٓ اِس میں سات ہیں اور تیسرا عین کی یا لین میں ہے اِس میں بھی تینوں وجوہ ہیں اور قصر ضعیف ہے اور چوتھا اور چھٹا عین اور سین کے نون میں اخفاء ہے جس میں ایک الف کے برابر کشش بھی ہے۔ ۲۸ قٓ اس میں ایک مد ہے۔ ۲۹ نٓ وَالْقَلَمِ اِس میں اظہار پر ایک مد ہے جو نون کی واو میں ہے اور پانچ الفی یا تین الفی ہے اور اِدغام پر آخری نون میں بھی غنہ اور ایک الفی کشش ہے اور یہاں بھی ادغام طیبہ سے ہے۔

فائدہ:- حروفِ مقطعات کی ایک اور تقسیم میں:

حروف کی گنتی کے اعتبار سے اِن حروف کی پانچ قسمیں ہیں:-

(۱) اُحَادِی: (ایک ایک حرف والے) اور یہ تین ہیں۔ قٓ۔

صٓ۔ نٓ اور تینوں ایک ایک جگہ آئے ہیں۔

(۲) ثُنائی: (دُو دُو حروف والے) یہ چار ہیں:۔ طٰهٰ۔ طٰسٓ
یٰسٓ۔ یہ تینوں ایک ایک جگہ ہیں۔ حٰمٓ یہ چھ جگہ ہے۔

(۳) ثُلاثی: (تین تین حروف والے) الٓمّٓ چھ جگہ الٓرٰ
پانچ جگہ۔ طٰسٓمّٓ دو جگہ۔

(۴) رُباعی: (چار چار حروف والے) الٓمّٓصٓ ایک الٓمّٓرٰ ایک۔

(۵) خُماسی: (پانچ پانچ حروف والے) كٓهٰيٰعٓصٓ ایک جگہ
حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ ایک جگہ۔

چھٹا سبق

حرکات و حروفِ عِلّت

حرکات تین ہیں:۔ زبر۔ زیر۔ پیش۔ حروفِ علّت تین ہیں:۔
الفؔ۔ یؔا۔ وآو۔ یہ تینوں حروف انہیں تینوں حرکتوں کے
بڑھانے سے تو پیدا ہو جاتے ہیں اور گھٹانے سے غائب ہو جاتے ہیں
اِس طرح پر کہ زبر کے بڑھانے سے الف پیدا ہو جاتا ہے جیسے با زبر بَا
اور زیر کے بڑھانے سے یا پیدا ہو جاتی ہے جیسے با زیر بِی اور پیش
کے بڑھانے سے واؤ پیدا ہو جاتا ہے جیسے با پیش بُو اور زبر کے

گھٹانے سے الف غائب ہو جاتا ہے جیسے بَا کھڑا زبر بَ با الف زبر بَ اور زیر کے گھٹانے سے یا غائب ہو جاتی ہے جیسے ھا کھڑا زیر ھِ ھا یا زیر ھِ اور پیش کے گھٹانے سے واو غائب ہو جاتا ہے جیسے ھا اُلٹا پیش ھٗ ھا واو پیش ھُ۔

پس حرکات کو پوری احتیاط سے ادا کرنا چاہیئے ورنہ بے موقع بڑھا دینے سے قرآن میں بہت سے حروف زیادہ ہو جائیں گے اور اسی طرح بے موقع گھٹا دینے سے بہت سے حروف کم ہو جائیں گے۔

ساکن اس حرف کو کہتے ہیں جس پر یا تو جزم ہو یا کچھ بھی نہ ہو۔

حروفِ مدہ تین ہیں الف۔ یا۔ واؤ الف۔ مدہ جب ہوتا ہے کہ الف تو ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے تا کھڑا زبر تَا تا الف زبر تَا۔ اور یا۔ مدہ جب ہوتی ہے کہ یٓ تو ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر زیر ہو جیسے جیم کھڑا زیر جِ جیم یا زیر جِیْ۔ اور واؤ۔ مدہ جب ہوتا ہے کہ واؤ تو ساکن ہو اور اس سے پہلے حرف پر پیش ہو جیسے با اُلٹا پیش بٗ ھا واؤ پیش ھُوْ۔

حروفِ لین دو ہیں ۱ واو ۲ یا اور یہ دونوں لین جب ہوتے ہیں کہ واؤ یا تو ساکن ہوں اور ان سے پہلے حرف پر زبر ہو جیسے با واؤ زبر بَوْ با یا زبر بَیْ۔ حروفِ لین کی آواز بالکل

صحیح نکالو، واؤ میں ہونٹوں کو گول کر لو اور با کو بھی بالکل صاف رکھو، اُستاذ سے پڑھ کر مشق کرو۔ حروفِ مدہ ہر جگہ ایک الف کے برابر کھینچتے ہیں اور اس کشش کو مدِ اصلی ذاتی طبعی اور قصر کہتے ہیں۔ اور حروفِ لین بالکل نہیں کھینچے اور حروفِ مدہ میں ایک الف سے زیادہ (دو اڑھائی تین چار یا پانچ الف کے برابر) مد ہونے کے دو سبب ہیں:

(۱) ہمزہ متصل ہو جیسے جَآءَ۔ جِآیْٓءَ۔ سُوْٓءٍ خواہ منفصل جیسے بِمَآ اُنْزِلَ۔ هٰٓاَنْتُمْ۔ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ۔ بِهٖٓ اَنْ ——— قَالُوْٓا اٰمَنَّا۔ لَهٗٓ اِلَیْهِ۔

(۲) سکون۔ لازم ہو (جو ہر وقت رہتا ہے) جیسے آٰلْئٰنَ ——— حَآجَّ۔ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ۔ الٓمّٓ۔ خواہ عارض۔ جو وقف میں یا جائز ادغام کبیر میں ہوتا ہے جیسے مٰلِكِ النَّاسِ۔ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الْمَاعُوْنَ ۝ اور النَّاسَ سُكٰرٰی۔ فِیْهِ هُدًى۔ یَقُوْلُ لَهٗ۔

اور حروفِ لین میں مد ہونے کا صرف ایک سبب ہے اور وہ سکون ہے۔ لازم ہو۔ جیسے سورۂ مریم اور شوریٰ کے شروع کے عین میں ہے۔ خواہ عارض۔ جو وقف یا ادغام میں ہوتا ہے جیسے خَیْرٌ۔ مِنْ خَوْفٍ ۝ اور وَالصَّیْفِ فَلْیَعْبُدُوْا۔ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ۔ اور اس ایک الف سے زیادہ مد کو مدِ فرعی کہتے ہیں۔

ساتواں سبق

مد کی چار قسمیں پس حروفِ مدہ میں دو سببوں یعنی دو چیزوں سے مد ہوتا ہے۔ (۱) ہمزہ سے۔ (۲) سکون سے جیسا کہ اُوپر بھی معلوم ہو چکا ہے۔ ان میں سے ہمزہ کی بھی دو قسمیں ہیں:۔
۱ ہمزہ متصل۔ ۲ ہمزہ منفصل۔ اور سکون کی بھی دو قسمیں ہیں:۔
۱ سکونِ لازم۔ ۲ سکونِ عارض۔ اس لئے مد کی چار قسمیں ہو جاتی ہیں۔

(۱) مدِ متصل جس میں مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمے میں ہو جیسے: أُولَٰئِكَ۔ بَرِيٓءٌ۔ قُرُوٓءٍ۔

(۲) مدِ منفصل جس میں مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے کے شروع میں آ رہا ہو جیسے: بِمَآ أُنزِلَ۔ فِيٓ أَنفُسِكُمْ۔ قَالُوٓا آمَنَّا۔

(۳) مدِ لازم جس میں مدہ کے یا لین کے بعد ایسا ساکن آ رہا ہو جس کا سکون ہر وقت باقی رہتا ہو جیسے آٰلْـٰٔنَ۔ حَآجَّهُ۔ كٓهيعٓصٓ۔

مدِ لازم کی چار قسمیں ۱ و ۲ اگر مدِ لازم کلمہ میں ہو اور مدہ کے بعد تشدید بھی ہو تو مدِ لازم کلمی مثقل ہے جیسے:

حَآجَّ اور دَآبَّةٍ۔ وَالصّٰٓفّٰتِ۔ اور اگر تشدید نہ ہو تو مدِ لازم کلمی مُخفف ہے جیسے آٰلْئٰنَ۔ ۳ و ۴ اگر مدِ لازم حروفِ مُقطعات میں ہو اور مدہ کے بعد تشدید بھی ہو تو مدِ لازم حرفی مُثقل ہے۔ اور اگر تشدید نہ ہو تو اُس کو مدِ لازم حرفی مُخفف کہتے ہیں جیسے الٓمّٓ۔ اس میں پہلا مد، مدِ لازم حرفی مُثقل اور دوسرا مد، مدِ لازم حرفی مُخفف ہے۔

(۴) مدِ عارض جس میں مدہ کے یا لین کے بعد عارضی ساکن آیا ہو جو صرف وقف اور ادغام ہی میں ساکن رہتا ہو جیسے وَالنَّاسِ۔ الْعٰلَمِیْنَ۔ الْمَاعُوْنَ اور الرَّحِیْمْ۔ مٰلِكِ۔ لَا ضَیْرَ۔ كَیْفَ فَعَلْنَا۔

مد کی مقدار اِن چار قسموں میں سے مدِ متصل اور مدِ منفصل میں دو یا اڑھائی یا چار الف کے برابر مد ہوتا ہے اور مدِ لازم میں تین یا پانچ الف کے برابر مد ہوتا ہے اور مدِ عارض میں تین وجوہ ہیں:

۱ طول: پانچ یا تین الف کے برابر۔ ۲ توسط: تین یا دو الف کے برابر۔ ۳ قصر: ایک الف کے برابر۔

اور مین کا قصر یہ ہے کہ اُس کو ذرا بھی نہ کھینچیں۔ پھر لین عارض (خَیْرٌ۔ الْقَوْلَ) میں تو قصر اولیٰ ہے پھر توسط پھر طول ہے اور لین لازم (عین کی یا میں طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر اور مدِ عارض (الدِّیْنِ۔

نَسْتَعِیْنُ) میں بھی طول اولیٰ ہے پھر توسط پھر قصر۔

آٹھواں سبق

چار آسان قاعدے

پہلا قاعدہ :۔ نون اور میم پر تشدید ہو تو دونوں کو ہر جگہ ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے : اِنَّكَ ۔ اٰمَنَّ ۔

دوسرا قاعدہ : میم ساکن با اور میم کے آنے سے تو ہر جگہ ایک الف کے برابر کھنچتا ہے جیسے : هُمْ بِهٖ ۔ هُمْ مِّنْ ۔ رہے باقی حروف سو اُن کے آنے سے میم ساکن بالکل نہیں کھنچتا جیسے هُمْ فِیْهِ اور عَلَیْهِمْ وَلَا۔

تیسرا قاعدہ : نونِ ساکن اور نونِ تنوین آٹھ حرفوں کے آنے سے تو بالکل نہیں کھنچتے اور وہ آٹھ حرف یہ ہیں :۔ ۱ ہمزہ ۲ ھا ۔ ۳ عین ۴ حا ۵ غین ۶ خا ۷ لام ۸ را ۔ اور الف ان دونوں نونوں کے بعد آ ہی نہیں سکتا۔ رہے باقی بیس۲۰ حروف سو اُن کے آنے سے نونِ ساکن اور نونِ تنوین ہر جگہ ایک الف کے برابر کھنچتے ہیں اور مثالیں صفحہ ۲ سطر ۱۱ پر دیکھو۔ نونِ ساکن جزم والے نون کو کہتے ہیں۔ اور نونِ تنوین وہ نون ہے جو دو۲ زبروں، دو۲ زیروں، دو۲ پیشوں کے ساتھ

ہر جگہ پڑھا جاتا ہے۔ نونِ ساکن تو لکھا ہوا بھی ہوتا ہے اور اس پر جزم بھی ہوتا ہے اور نونِ تنوین لکھا ہوا نہیں ہوتا صرف پڑھنے میں آتا ہے اور دونوں نونوں کی آواز بالکل ایک ہوتی ہے جیسے مَنْ اور مًا۔

چوتھا قاعدہ: پُر اور باریک حرفوں کا ہے اور وہ یہ ہے کہ پُر حروف دس ہیں۔ ۱ خا ۲ صاد ۳ ضاد ۴ طا ۵ ظا ۶ غین ۷ قاف۔ یہ سات تو ہر وقت پُر ہوتے ہیں۔ اگر ان کے بعد الف ہو تو سب سے زیادہ جیسے خَالِدٌ۔ صَالِحٌ اور صرف زبر ہو تو اس سے کم جیسے خَلَقَ۔ طَلَبًا اور پیش میں اس سے کم جیسے خُلِقَ ظُلُمٰتٌ اور زیر ہو تو سب سے کم پُر ہوتے ہیں جیسے صِیَامًا۔ قِیَامًا۔

رہے باقی تین (الف۔ لام۔ را) سو یہ کبھی پُر اور کبھی باریک ہوتے ہیں اور ان کا قاعدہ یہ ہے: ۱ الف پُر حرف کے بعد ہو تو پُر ہوتا ہے جیسے طَآئِفَةٌ اور باریک حرف کے بعد ہو تو باریک ہوتا ہے جیسے سَآئِلٌ

۲ لام صرف اللہ کے نام میں پُر ہوتا ہے جبکہ اس سے پہلے حرف پر زبر ہو یا پیش ہو جیسے مِنَ اللّٰهِ۔ رَسُولُ اللّٰهِ۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ قَالُوا اللّٰهُمَّ۔ اور اگر پہلے حرف پر زیر ہو تو پھر اللہ کے نام میں بھی لام باریک ہی ہوتا ہے جیسے بِاللّٰهِ۔ فِی اللّٰهِ۔ اور قُلِ اللّٰهُمَّ۔

۳ را زبر اور پیش سے پُر ہوتی ہے۔ اپنے زبر اور پیش سے بھی جیسے:

رَزَقْنٰهُمْ۔ رُزِقُوْا۔ اور پہلے حرف کے زبر اور پیش سے بھی جیسے:
بَرْقٌ۔ تُرْجَعُوْنَ۔ اور وقف والی را تیسرے حرف کے زبر اور
پیش سے بھی جیسے اَجْرٌ۔ صُفْرٌ اور زیر سے باریک ہوتی ہے،
اپنے زیر سے بھی جیسے رِجَالٌ اور پہلے حرف کے زیر سے بھی جیسے
مِرْيَةٍ اور وقف والی را تیسرے حرف کے زیر سے بھی جیسے:
ذِكْرٌ۔ حِجْرٌ اور اسی طرح وقف والی را یائے ساکنہ اور امالے
اور ترقیق سے بھی باریک ہوتی ہے جیسے خَيْرٌ۔ خَبِيْرٌ۔ بَصِيْرٌ۔
اَلنَّارِ اور جیسے بِشَرَرٍ (مرسلت) کی دوسری را وقفاً۔ ورش کی
قرارت پر کہ ان کے لئے پہلی را باریک ہے اور اس کی وجہ سے دوسری
بھی باریک ہی ہے۔

تنبیہ ۱:۔ چند کلمات ایسے ہیں جن میں را سے پہلے حرف پر زیر
ہے لیکن پھر بھی را پُر ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

۱۔ اِنِ ارْتَبْتُمْ دو جگہ پ ۷ع ۲ پ ۲۸ طلاق ع ۱	۲۔ قِرْطَاسٍ... پ انعام ع ۱	۳۔ وَاِرْصَادًا پ ۱۱ توبہ ع ۱۳	۴۔ فِرْقَةٍ پ ۱۱ توبہ ع ۱۵
۵۔ مِرْصَادًا پ ۳۰ نبا ع ۱	۶۔ لَبِالْمِرْصَادِ پ ۳۰ سورہ فجر	۷۔ اِرْجِعُوْا پ ۱۳ یوسف ع ۱۰	۸۔ اِرْجِعْ پ ۱۹ نمل ع ۳

۹ اِرْجِعِیْ پ۳۰ سورۂ فجر	۱۰ رَبِّ ارْحَمْهُمَا پ۱۵ اسراء ع۳	۱۱ رَبِّ ارْجِعُوْنِ پ۱۸ مومنون ع۶	۱۲ اَمِ ارْتَابُوْا پ۱۸ نور ع۶
۱۳ الَّذِی ارْتَضٰی پ۱۸ نور ع۷	۱۴ لِمَنِ ارْتَضٰی پ۱۷ انبیاء ع۲	۱۵ مَنِ ارْتَضٰی پ۲۹ جن ع۲	۱۶ فِرْقٍ پ۱۹ شعراء ع۴ میں پُر اور باریک دونوں ہیں
۱۷ اَلْقِطْرِ پ۲۲ سبا ع۲ یہاں وقفاً باریک بھی ہے اور پُر بھی لیکن باریک بہتر ہے اور وصلاً صرف باریک ہے		۱۸ مِصْرَ (چار جگہ) پ۱۱ یونس ع۹۔ پ۱۲ یوسف ع۳ پ۱۳ یوسف ع۱۱ و پ۲۵ زخرف ع۵ اس میں وقفاً دونوں وجوہ ہیں لیکن پُر بہتر ہے اور وصلاً صرف پُر ہے۔	

۱۹ فَاَسْرِ (ہود و حجر و دخان) اَنْ اَسْرِ (طٰہٰ و شعراء) وَنُذُرِ (قمر) اور اِذَا یَسْرِ (فجر) میں وقفاً باریک پڑھنے کو بہتر بتایا ہے لیکن زیادہ عمل پُر پڑھنے پر ہے۔

۲۰ امالہ والی را بھی باریک ہی ہوتی ہے اور یہ حفص کی روایت میں صرف مَجْرٖیهَا (ہود ع۴) میں ہے۔

امالہ کے معنی ہیں زبر کو زیر کی اور الف کو یا کی طرف جھکا کر پڑھنا۔

۲۱ جس را پر روم (تہائی حرکت ظاہر کرنے) کے ذریعہ وقف کیا جائے اگر وہ زیر والی ہو جیسے وَدُسُرٍ۔ مُدَّكِرٍ۔ تو روم میں باریک اور پیش والی ہو جیسے عَسِرٌ۔ مُزْدَجَرٌ۔ تو روم میں پُر ہوتی ہے۔

۲۲ اور اگر پیش والی را پر اشمام سے وقف کیا جائے تو اگر اس سے پہلے کسرہ

اور یائے ساکنہ ہو جیسے مُسْتَقَرٌّ۔ خَیْرٌ۔ تو باریک ہوتی ہے۔ اور اگر یہ دونوں نہ ہوں جیسے مُخْتَصَرٌ۔ وَاٰمُرُ تو رَا اشمام میں بھی پُر ہی ہوتی ہے۔ اشمام کے معنی ہیں کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر کے اس کے پیش کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہونٹوں کو گول بنالینا۔ اور پُر ہونے میں زیادتی اور کمی کے اعتبار سے ان حروف کے نو درجے ہیں اور اُن کی ترتیب لَطْ۔ صَضَظَ۔ قَغْ خَرَ ہے۔ پس اللہ کا لام سب سے زیادہ پُر ہے اور اسی ترتیب سے نیچے اُترتے چلے آؤ۔ پس رَا پُر ہونے میں نویں درجے پر ہے۔ رہا الف سو وہ ان میں سے جس حرف کے بعد بھی ہوگا اُسی کے برابر پُر ہوگا۔

نواں سبق

مخارج کے بیان میں

حروف کے مخارج سترہ ۱۷ ہیں

۱ حلق میں تین ۳ ہیں :۔

۱ ء - ھ	۲ ع - ح	۳ غ - خ
حلق کے اخیر سے جو سینے کی طرف ہے۔	حلق کے بیچ سے	حلق کے شروع سے جو مُنہ کی طرف ہے۔

۲۔ مُنہ کے وسط میں یعنی زبان پر دس۱۰ ہیں :-

۱۔ ق زبان کی جڑ کا آخر جو کوّے کے پاس ہے جب وہ اوپر کے تالو سے لگے۔	۲۔ ک اسی جگہ سے لیکن ذرا مُنہ کی طرف ہٹ کر۔	۳۔ ج ش اور ی (غیر مدّہ) زبان کے بیچ سے جب وہ تالو کے بیچ سے لگے۔
۴۔ ض زبان کی کروٹ سے جب اوپر کی داڑھوں سے لگے بائیں طرف سے آسان اور دائیں طرف سے مشکل اور دونوں طرف سے ایکدم نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔	۵۔ ل زبان کی کروٹ کے اخیر سے لیکر زبان کی نوک تک کے حصے سے جب وہ اوپر کے اگلے چار دانتوں کے مسوڑھوں سے لگے۔	۶۔ ن انھیں میں سے تین دانتوں کے مسوڑھوں سے یعنی اندر کی طرف سے ایک کم ہو جاتا ہے۔
۷۔ ر انھیں میں کے اگلے دو۲ دانتوں کے مسوڑھوں سے اور اس کا کچھ تعلق زبان کی پشت سے بھی ہے جو نوک سے ذرا آگے چل کر ہے۔	۸۔ ط د ت زبان کی نوک جب اوپر کے اگلے دو۲ دانتوں کی جڑ کی طرف والے آدھے حصے سے لگے۔	۹۔ ظ ذ ث زبان کی نوک جب ان ہی اوپر کے اگلے دو۲ دانتوں کی نوک کی طرف والے آدھے حصے سے لگے۔

۱۰۔ س ص ز زبان کی نوک سے جب وہ اوپر اور نیچے کے اگلے دونوں دانتوں کے درمیان آجائے

۳۔ ہونٹوں میں دو۲ ہیں :-

۱۔ ف	اوپر کے اگلے دونوں دانتوں کی نوک جب نیچے کے ہونٹ کے اندر والے حصے سے لگے۔

۲ ب دونوں ہونٹوں کی تری کے ملنے سے۔	۳ م دونوں ہونٹوں کی خشکی کے ملنے سے۔	و (غیر مدہ) دونوں ہونٹوں کو گول کرکے ناتمام بند کرنے سے۔
۴۔ مُنہ کے خالی حصّے میں ایک ہے:-		
ا ی و جبکہ مدہ ہوں مُنہ کے خالی حصّے کی ہَوا سے۔		
۵۔ خیشوم میں ایک ہے:-		
ن م کا غُنہ خیشوم سے یعنی ناک کے بانسہ سے۔		

دسواں سبق

صفات کے بیان میں

صفت اُس کیفیت کا نام ہے جو حرف کے ادا کرتے وقت آواز اور سانس اور زبان کو پیش آئے۔

صِفات کی دو قسمیں ہیں: (۱) صفاتِ لازمہ (۲) صفاتِ عارضہ

لازمہ وہ ہیں جن کے ادا نہ ہونے سے حرف بگڑ جاتا ہے اور یہ سترہ ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں: ۱ متضادہ ۲ غیر متضادہ۔

صفاتِ متضادہ: وہ ہیں جن میں سے ایک صفت دوسری کی ضد ہو پس یہ دونوں کسی ایک حرف میں جمع نہیں ہوسکتیں اور نہ ایکدم

جُدا ہو سکتی ہیں بلکہ دو ضد والی صفتوں میں سے ہر ایک حرف میں کوئی نہ کوئی ضرور پائی جاتی ہے۔ صفاتِ متضادّہ کے پانچ جوڑے ہیں۔ ہر جوڑے میں سے تمام حروف میں ایک ایک صفت آتی ہے اور ہر ایک جوڑے کی دونوں صفتیں مل کر سب حروف کو شامل ہو جاتی ہیں پس متضادّہ صفات ہر ایک حرف میں پانچ ہوتی ہیں۔

متضادّہ صفات کے پانچ جوڑے یہ ہیں

جہر و ہمس

(۱) **جہر**:۔ ظاہر کرنا۔

یعنی حرف کے ادا کرتے وقت مخرج میں آواز کا ایسی قوّت سے ٹھہرنا جس سے سانس کا جاری رہنا بند ہو جائے۔ ان میں سانس اور خالص ہوا کا حصہ کم اور آواز کا حصہ زیادہ ہوتا ہے۔

ہمس:۔ چھپانا۔ یعنی حرف کے ادا کرتے وقت مخرج میں آواز کا ایسی کمزوری سے ٹھہرنا جس سے سانس جاری رہے:۔

فَحَثَّهٗ شَخْصٌ سَكَتْ کے دس ۱۰ حروف مہموسہ اور باقی انیس ۱۹ مجہورہ ہیں جو **اَجِدْ قُطُبُ لِنْ عُمَرْ ذَ زْ ضَظَغْ وَ ائٗ** میں جمع ہیں۔

• شدّت • رخاوت • توسّط

(۲) **شدّت**:۔ سخت ہونا۔ یعنی حرف کے ادا کرتے وقت

مخرج میں آواز کا ایسی قوت سے ٹھہرنا جس سے آواز بند ہو جائے یہ اَجِدُ قَطٍ بَکَتُ کے آٹھ حروف میں ہے۔

رخاوت۔ نرم ہونا۔ یعنی حرف کے ادا کرتے وقت آواز کا ایسی کمزوری اور نرمی سے ٹھہرنا جس سے آواز جاری رہے۔ شدیدہ اور ابھی آنے والے متوسطہ حروف کے علاوہ باقی سولہ حروف رِخوہ ہیں جو فحثہ شخص س ذ ز ضظغ و ا ی میں جمع ہیں۔

توسّط۔ درمیان ہونا۔ یعنی حرف کے ادا کرتے وقت آواز کا کچھ بند اور کچھ جاری ہونا یہ لِنْ عُمَرُ کے پانچ حروف میں ہے اور انکو متوسطہ اور بینیہ کہتے ہیں۔

اِستِعلاء و استفال

(۳) اِستِعلاء۔ بلند ہونا۔ یعنی حرف کے ادا کرتے وقتِ زبان کی جڑ کے اکثر حصہ کا تالو کی طرف اُٹھ جانا جس سے یہ حروف زیادہ پُر ہو جاتے ہیں یہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات حروف میں ہے۔

اِستفال۔ نیچے رہنا۔ یعنی حرف کے ادا کرتے وقت زبان کی جڑ کے زیادہ حصہ کا تالو کی طرف نہ اُٹھنا جس سے یہ حروف باریک ہو جاتے ہیں مستعلیہ کے سات حروف کے سوا باقی بائیس حروف مُستفِلہ ہیں جو فَحَثَّهُ شَسُکَتَ لِنْ عمر ذ ز و ا ی' اَجِدَ بَ میں جمع ہیں۔

اِطباق وانفتاح

④ اِطباق - مِلنا یعنی حرف کے ادا کرتے وقت زبان کے بیچ کا تالو کی طرف بلند ہو جانا اور اس سے مِل جانا یہ چار حروف ہیں اور وہ ص ض ط ظ ہیں۔

انفتاح - کھُلنا یعنی حرف کے ادا کرتے وقت زبان کے بیچ کا تالو کی طرف نہ اُٹھنا۔ مطبقہ کے چار کے علاوہ باقی پچیس [۲۵] حروف منفتحہ ہیں جو فحثہ شخص سکت لن عمر اجد ب طغ ذ ز و ا ی میں جمع ہیں۔

اِصمات واِذلاق

⑤ اِصمات - خاموش کرنا - یعنی حرف کا اپنے مخرج سے جماؤ اور مضبوطی سے ادا ہونا۔ مُذلِقہ کے ابھی آنے والے فَرَّ مِنْ لُبٍّ کے چھ حروف کے علاوہ باقی تیئیس [۲۳] مُصمِتہ ہیں جو ا ت ث ج ح خ د ذ ز س - ش ص ض ط ظ ع غ ق ك و ہ ء ی ہیں۔

اِذلاق - چھری وغیرہ کا تیز کرنا - یعنی حرف کا اپنے مخرج سے جلدی اور آسانی سے ادا ہو جانا جیسے تیز چھُری سے جانور آسانی سے ذبح ہو جاتا ہے۔ فَرَّ مِنْ لُبٍّ کے چھ حروف مذلقہ ہیں۔

غیر متضادّہ صفات یہ ہیں ① صفیر - دراز اور باریک آواز جیسی

چڑیوں کی اور بعض پرندوں کی ہوتی ہے یعنی حرف کے ادا کرتے وقت ایسی تیز اور باریک آواز نکلنا جیسی سیٹی بجانے کے وقت نکلتی ہے اور یہ س۔ص۔ ز میں ہے۔

(۲) **قلقلہ**۔ حرکت دینا یعنی حرف کے ادا کرتے وقت مخرج (زبان اور ہونٹوں) کو حرکت ہونا جس سے حرف کی آواز گیند کی طرح اچھلتی ہوئی معلوم ہو۔ یہ قُطُبُ جَدٍ کے پانچ حروف میں ہے۔ جب یہ حروف ساکن ہوں تو ان میں قلقلہ ظاہر ہونا چاہیئے۔ جیسے وَلَقَدْ۔ اِقْتَرَبَ۔ اَجْرٌ۔ اور جب ان پر وقف ہو تو اور بھی زیادہ ظاہر کرنا چاہیئے جیسے: مُحِيطٌ ۝ مَجِيدٌ ۝

(۳) **لین**۔ نرم ہونا۔ یعنی زبر کے بعد وآو اور یآ ساکن ہوں جیسے اَوْ۔ اَیْ تو ان کو سختی کئے بغیر ایسی نرمی سے ادا کرنا کہ اگر ان میں مد کرنا چاہیں تو مد ہو سکے۔

(۴) **تفشی**۔ پھیلنا یعنی ش کے ادا کرتے وقت مُنہ میں ہوا کا پھیلنا۔

(۵) **اِستطالت**۔ لمبا ہونا۔ یعنی حرف کی آواز کا آہستہ آہستہ دراز ہو کر زبان کی کروٹ کے شروع والے حصہ سے آخری حصہ تک پہنچ کر لام کے مخرج تک پہنچ جانا اور یہ صرف ضاد میں ہے۔

(۶) **انحراف**۔ ہٹنا۔ اور پھرنا۔ یعنی حرف کا اپنے مخرج سے گزر کر

دوسرے کے مخرج تک پہنچ جانا۔ پس زبان را میں لام کے اور لام میں را کے مخرج کی طرف جاتی ہے اور اسی بنا پر چھوٹے بچے را کی جگہ لام بولتے ہیں اور یہ صفت لام اور را میں ہے۔

(۷) تکریر۔ کسی چیز کا لوٹانا اور ایک مرتبہ سے زیادہ کرنا عام ہے کہ دو بار ہو یا کئی بار یعنی حرف کی ادائیگی میں زبان کو لرزہ ہو کر اس کی ایک ہی آواز کا کئی آوازوں جیسا ہو جانا اور یہ صرف را میں ہے۔

گیارھواں سبق

صفاتِ عارضہ کے بیان میں

یہ صفات وہ ہیں جن کے ادا نہ ہونے سے حروف کی خوبصورتی نہیں رہتی اور یہ آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہیں جو ءَ اِ وُ ی لَرُ مَنَ میں جمع ہیں۔ اب ان کو اسی مجموعہ کی ترتیب سے بیان کیا جاتا ہے:۔

۱ــــ ہمزہ میں تسہیل ہوتی ہے جس کے معنی ہیں آسانی کرنا یعنی ہمزہ کو نرم کر کے خود ہمزہ کے اور اس کی حرکت کے مناسب حرفِ علت کے درمیان ادا کرنا۔ پس تسہیل میں ہمزہ نرم ہو کر زبر میں ہمزہ اور الف کے زیر میں ہمزہ اور یا کے پیش میں ہمزہ اور واؤ کے درمیان پڑھا جاتا ہے اور یہ تسہیل سات کلموں میں آئی ہے:۔ ۱، ۲ ءآلٰٓـٔنَ کو یُنِ انعام ع میں دو ــــ

۳ و ۴ آٰلْئٰنَ یونس ع و ع ۹ میں۔ ۵ و ۶ ءَآللّٰہُ یونس غ ونمل ع میں یہ تینوں دُو دُو جگہ آئے ہیں اور ان میں تسہیل جائز ہے واجب نہیں۔ کیونکہ ان میں دوسری وجہ بھی ہے اور وہ ہمزہ کا الف سے ابدال ہے مدّ لازم کے ساتھ اور یہی اولیٰ ہے۔ ۷ ءَاَعْجَمِیٌّ فصلت ع اس میں دوسرے ہمزہ کی تسہیل واجب ہے۔ کیونکہ اس میں حفص کے لئے کوئی اور وجہ جائز نہیں ہے۔

۲-۳-۴ — الف۔ یا۔ واؤ۔ ان میں مد ہوتا ہے جس کی تفصیل از صفحہ ۸ سطر ۹ تا صفحہ ۱۳ سطر اول پر گزر چکی ہے۔

۵ — لام۔ صرف اللّٰہ کے لفظ میں زبر اور پیش کے بعد پُر اور زیر کے بعد باریک ہوتا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۴ سطر ۱۶۔

۶ — را۔ زبر اور پیش سے پُر اور زیر سے باریک ہوتی ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۴ سطر آخر تا صفحہ ۱۵۔

۷ — میم کے چار حکم ہیں: ۱ اگر اس پر تشدید ہو تو اس میں غُنّہ ہوتا ہے اور ایک الف کے برابر کھنچتا بھی ہے جیسے اٰمَنَّ۔ ۲ اگر میم ساکن کے بعد با ہو تو اُس میم میں اخفا اور اظہار دونوں جائز ہیں اور اخفا اولیٰ ہے۔ اخفا میں ایک الف کے برابر کھینچنا بھی چاہیئے اور میم میں اخفا بھی کرنا چاہیئے۔ (یعنی میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کی خشکی کو نرمی سے بند کیا جائے تاکہ میم

ہلکا ہو جائے اور اس کا کچھ حصہ چھپ جائے اور اس چھپا دینے ہی کا نام اخفا ہے۔ جیسے رَبُّهُمْ بِهِمْ۔ يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ۔ ۳ اگر میم ساکن کے بعد میم ہو تو پہلے میم کا دوسرے میم میں ادغام ہوتا ہے اور اس کو ایک الف کے برابر کھینچنا بھی چاہیے جیسے: لَهُمْ مَّثَلُوا۔ لَهُمْ مَّا۔ ۴ اگر میم ساکن کے بعد بَا اور مِیم کے سوا کوئی اور حرف ہو تو اس میں اظہار ہوتا ہے یعنی میم کے ادا کرتے وقت ہونٹوں کی خشکی کو سختی سے بند کرتے ہیں۔ تاکہ میم پورا ادا ہو۔ اور اس میم کو کھینچنا بھی نہیں چاہیے اور میم ساکن کے بعد فَا اور وَاؤ ہو تو اور بھی زیادہ اظہار کرنا چاہیے ورنہ میم، ف اور و سے بدل جائے گا جیسے عَلَيْهِمْ وَلَا۔ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا۔

۸۔ نون ساکن اور نون تنوین ــً ــٍ ــٌ کے چار حکم ہیں: اقلاب ادغام۔ اخفا۔ اظہار۔

۱۔ اقلاب بَا کے آنے سے ہوتا ہے اس میں نون ساکن یا نون تنوین کو میم سے بدل کر اس میم کو اخفا سے پڑھتے ہیں اور اس کو ایک الف کے برابر کھینچنا بھی چاہیے۔ اور اس کو میم مقلوبہ کہتے ہیں اور اس میں اظہار جائز نہیں ہے جیسے اَنْۢبِئْهُمْ۔ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ۔

۲۔ اِدغام۔ يَرْمَلُوْنَ کے مجموعہ کے چھ حرفوں میں سے کسی ایک حرف کے آنے سے ہوتا ہے۔ پھر رَا اور لَام میں تو غُنّہ کے بغیر کامل

اِدغام ہوتا ہے جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ ۔ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا اور جیسے فَإِنْ لَّمْ ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ اور باقی چار میں ایک الف کے برابر غنہ بھی ہوتا ہے جیسے مَنْ يَّقُوْلُ ۔ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ ۔ مِنْ وَّالٍ ۔ رَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۔ مِنْ مَّالٍ ۔ بَلَدٍ مَّيِّتٍ ۔ مِنْ نَّصِرِيْنَ ۔ مَلِكًا نُّقَاتِلْ اور یا اور واؤ میں جو ادغام ہے اُس کو اِدغامِ ناقص مع الغنۃ کہتے ہیں لیکن قِنْوَانٌ ۔ صِنْوَانٌ ۔ بُنْيَانٌ ۔ دُنْيَا ان چار کلمات میں نونِ ساکن کا واؤ اور یا میں ادغام نہیں ہوتا بلکہ نون خوب صاف اور بغیر کھینچے پڑھا جاتا ہے۔

۳۔ اِخفا ۔ ت، ث، ج، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ف، ق، ک ۔ اِن پندرہ حرفوں میں سے کسی ایک حرف کے آنے سے ہوتا ہے۔ یعنی نون ساکن اور نون تنوین کو ناک میں چھپا کر ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھتے ہیں جیسے كُنْتُمْ ۔ وَمَنْ تَابَ ۔ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ ۔ اَلْاُنْثٰى ۔ فَمَنْ ثَقُلَتْ ۔ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۔ اَنْجَيْنَا ۔ وَاِنْ جَنَحُوْا ۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا ۔ عِنْدَهٗ ۔ مِنْ دُوْنِهٖ ۔ عَمَلًا دُوْنَ ۔ لِيُنْذِرَ ۔ مِنْ ذَهَبٍ ۔ وَكَيْلًا ذُرِّيَّةَ ۔ يُنْزِلُ ۔ مِنْ زَوَالٍ ۔ نَفْسًا زَكِيَّةً ۔ اَلْاِنْسَانُ ۔ اَنْ سَيَكُوْنُ ۔ وَرَجُلًا سَلَمًا ۔ يُنْشِئُ ۔ فَمَنْ شَهِدَ ۔ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۔ يَنْصُرُكُمْ ۔ وَلَمَنْ صَبَرَ ۔ عَمَلًا صَالِحًا ۔ مَنْضُوْدٍ ۔ مِنْ ضُعْفٍ ۔ وَكُلًّا ضَرَبْنَا ۔ يَنْطِقُ ۔ مِنْ طِيْنٍ ۔ صَعِيْدًا طَيِّبًا ۔ اُنْظُرْ ۔ مِنْ ظَهِيْرٍ

ظِلًّا ظَلِیلًا۔ یَنفَضُّوا۔ مِنْ فَضْلِهٖ۔ خَالِدًا فِیهَا۔ یَنقَلِبُ مِنْ قَرَارٍ۔ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ۔ اَنکَالًا۔ مِنْ کُلِّ۔ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ۔

۴۔ اِظہار۔ ء، ہ، ع، ح، غ، خ۔ اِن چھ حرفوں میں سے کسی ایک کے آنے سے ہوتا ہے یعنی نون ساکن اور نون تنوین اپنے مخرج سے صاف اور جلد ادا ہوتے ہیں اور یہ حروف حلقی ہیں جیسے وَیَنْئَوْنَ۔ مَنْ اٰمَنَ۔ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ عَنْهُمْ۔ مِنْ هَادٍ۔ شَیْءٍ هَالِكٌ۔ وَانْحَرْ۔ مِنْ حَكِیْمٍ۔ كِتٰبٌ حَفِیْظٌ۔ اَنْعَمْتَ۔ مِنْ عَمَلٍ۔ حَقِیْقٌ عَلٰی۔ وَالْمُنْخَنِقَةُ۔ اِنْ خِفْتُمْ۔ یَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ۔ فَسَیُنْغِضُوْنَ۔ مِنْ غِلٍّ۔ بِوَادٍ غَیْرِ۔ اور اگر نون تنوین کے بعد کوئی حرف ساکن آجائے تو وہاں نون تنوین کو زیر دیکر پڑھتے ہیں اور چھوٹا سا نون بھی لکھتے ہیں اس نون کو نون قطنی کہتے ہیں جیسے عَادًا ِالْاُوْلٰی۔

بارھواں سبق

متفرق فوائد میں

(۱) تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ پڑھنا مستحب ہے عام ہے کہ سورۃ کے اوّل سے شروع کریں یا بیچ کی کسی آیت سے۔

(۲) ہر سورۃ کے اوّل میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا ضروری ہے۔

عام ہے کہ شروع قرات، شروع سورۃ ہو (یعنی کسی سورۃ کے اوّل سے تلاوت شروع کر رہے ہوں) یا شروع سورۃ درمیان قرات ہو (یعنی پڑھتے پڑھتے کوئی سورۃ شروع ہو جائے) لیکن سورۃ توبہ پر شروع قرات میں تو برکت کے لئے پڑھ لے اور انفال کے بعد توبہ شروع کرے تو پھر بِسْمِ اللّٰهِ کا پڑھنا بالکل منع ہے۔

(۳) سورۃ کے اوّل سے تلاوت شروع کرے تو اَعُوْذُ اور بسم اللہ دونوں پڑھے اور ان کے پڑھنے کی چار صورتیں ہیں۔

۱۔ فصلِ کُل (الرَّجِیْم۔ الرَّحِیْم دونوں پر وقف)

۲۔ فصلِ اوّل وصلِ ثانی (الرَّجِیْم پر وقف اور الرَّحِیْم کا سورۃ سے وصل)

۳۔ وصلِ اوّل فصلِ ثانی (الرَّجِیْم کا وصل اور الرَّحِیْم پر وقف)

۴۔ وصلِ کُل (دونوں کا وصل) اور بہ نسبت تیسری کے دوسری صورت اولیٰ ہے لیکن سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شروع میں فصل بہتر ہے۔

(۴) کسی سورۃ کے بیچ میں سے شروع کرے تو وہاں چار میں سے صرف دو وجوہ درست ہیں اور وہ نمبر ایک اور نمبر تین ہیں اور اگر صرف اَعُوْذُ پڑھے تو اَلرَّجِیْم کا آیت سے وصل اور فصل دونوں درست ہیں لیکن جب شروع میں اَللّٰہ یا اَلرَّحْمٰن ہو یا حق تعالیٰ کی کوئی اور صفت ہو تو

پھر الرَّجِیْمِ کا وصل نہ کرے۔

⑤ سورۃ براۃ کے درمیان کی کسی آیت سے شروع کرے تب بھی ذیل کی دونوں صورتوں میں اختیار ہے :-

۱۔ صرف اَعُوْذُ پڑھے اور اس کو فصل سے پڑھے خواہ وصل سے۔

۲۔ اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہ دونوں پڑھ لے اور پھر اُن میں صرف دو وجوہ درست ہیں (۱) فصلِ کُل (۲) وصلِ اول فصلِ ثانی۔

⑥ قرأت کے درمیان کوئی سورۃ شروع ہو جائے تو بِسْمِ اللّٰہ ضرور پڑھے ۔ اور اس حالت میں تین وجوہ صحیح ہیں :-

(۱) فصلِ کُل (سورۃ کے آخر اور الرَّحِیْمِ دونوں پر وقف)

(۲) فصلِ اول وصلِ ثانی (آخر پر وقف اور الرَّحِیْمِ کا وصل)

(۳) وصلِ کُل (دونوں کا وصل)

⑦ قراءت کے علماء کی ایک جماعت ذیل کی نو سورتوں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیامہ۔ عبس۔ تطفیف۔ بلد۔ بینہ۔ تکاثر۔ ہمزہ۔ تبت) کے ساتھ بِسْمِ اللّٰہ کے وصل (یعنی فصلِ اول وصلِ ثانی اور وصلِ کُل) کو ناجائز بتاتی ہے پس وہ ان میں صرف فصلِ کُل پڑھتے ہیں۔

⑧ ذیل کی گیارہ سورتوں کے شروع میں ہمزہ وصلی ہونے کی بناء پر بِسْمِ اللّٰہ کے وصل کو اولیٰ کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں :- فاتحہ، انعام، کہف

انبیا، نبا، فاطر، قمر، الرحمن، الحاقہ، علق، القارعہ۔

(۹) تجوید کے معنی ہیں ہر حرف کو اُس کے مخرج سے نکالنا اور اس کی تمام صفات کا ادا کرنا۔

(۱۰) تجوید کے خلاف پڑھنا لحن ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں:۔

(الف) لحنِ جلی۔ بڑی غلطی اور اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت (۲) ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھ دینا۔ (۳) مدہ (الف، واؤ، یا) کا اپنی طرف سے زیادہ کر دینا یا اس کا غائب کر دینا یہ منع اور حرام ہے۔

(ب) لحنِ خفی: چھوٹی غلطی۔ یعنی اُن عارضہ صفات کا ادا نہ کرنا جن سے حروف خوشنما اور عمدہ ہو جاتے ہیں جیسے پُر را اور لام کو باریک ادا کرنا یا اِخفا اور غنہ کا چھوڑ دینا یہ مکروہ ہے۔

(۱۱) مخرج۔ جس جگہ سے حرف نکلے۔ صفت۔ جس انداز و کیفیت سے حرف ادا ہو۔

(۱۲) صفتِ ممیّزہ وہ ہے جو ایک مخرج والے یا ایک طرح کی صفتوں والے دو حرفوں میں سے ایک کو دوسرے سے جُدا کرے، جیسے دال کے لئے جہر و قلقلہ کہ یہ دونوں اس کو تاء سے جدا کرتی ہیں اور تاء کے لئے ہمس و عدمِ قلقلہ کہ یہ دونوں اس کو دال سے جدا کرتی ہیں۔

رہا مخرج اور باقی چار صفات سو اُن میں دال و تا دونوں شریک ہیں نیز اصمات ثار کے لئے اور اذلاق فا کے لئے ممیزہ ہے جو اِن دونوں میں سے ہر ایک کو دوسری سے جدا کرتی ہے۔

(۱۳) مدہ کے بعد اسی کلمہ میں ساکن حرف آجائے تو مدِ لازم ہوتا ہے جیسے آٰلْئٰنَ۔ حَآجَّ وغیرہ۔ اور اگر ساکن دوسرے کلمہ میں آئے تو مدہ حذف ہو جاتا ہے جیسے اِذَا الشَّمْسُ۔ فِی الْاَرْضِ۔ قَالُوا الْحَمْدُ وغیرہ۔

(۱۴) اگر ایک قسم کے کئی مد جمع ہو جائیں (جیسے اُولٰٓئِكَ۔ وَاُولٰٓئِكَ سَوَآءٌ۔ یہ تینوں متصل ہیں اور بِمَآ اُنْزِلَ۔ وَمَآ اُنْزِلَ۔ اَلَآ اِنَّهُمْ یہ تینوں منفصل ہیں اور اَتُحَآجُّوْنِّیْ یہ دونوں لازم ہیں اور یَوْمِ الدِّیْنِ۝ نَسْتَعِیْنُ۝ الْمُسْتَقِیْمَ۝ یہ تینوں مدِ عارض ہیں اور وَالصَّیْفِ۝ الْبَیْتِ۝ خَوْفٍ۝ یہ تینوں مدِ لین عارض ہیں) تو اِن سب کی مقدار یکساں رہنی چاہئے۔ اور اگر دو قسم کے مد جمع ہو جائیں اور اُن میں سے ایک قوی اور دوسرا ضعیف ہو: (جیسے الرَّحِیْمِ۝ قُرَیْشٍ۝ ان میں اول مدہ ثانی لین ہے اور لین ضعیف ہے) تو ضعیف کی مقدار قوی سے زیادہ نہ ہونے پائے۔ پس الرَّحِیْمِ۝ کے طول کے ساتھ قُرَیْشٍ۝ میں تینوں اور اول کے توسط کے ساتھ ثانی میں قصر و توسط اور اول کے قصر پر ثانی میں صرف قصر درست ہے۔ اور توسط کے ساتھ ثانی میں طول اور قصر کے ساتھ ثانی میں توسط و طول اس لئے درست

نہیں کہ اس صورت میں ضعیف قوی سے بڑھ جاتا ہے۔

⑮ اگر مدِ متصل کا ہمزہ کلمہ کے آخر میں ہو جیسے جَآءَ۔ النِّسَآءِ۔ یَشَآءُ وغیرہ اور اس پر وقف کر دیں تو اس میں طول والوں کے لئے صرف طول اور توسط والوں کے لئے توسط و طول درست ہے اور قصر اس لئے درست نہیں کہ اس میں عارضی سکون کا اعتبار کر لینا اور ہمزۂ متصل کا لغو اور بے اعتبار کر دینا لازم آتا ہے حالانکہ ہمزہ سکونِ عارض سے قوی ہے۔

⑯ لین عارض (وَالصَّیۡفِ خَوۡفٍ وغیرہ) میں قصر۔ توسط طول تینوں درست ہیں اور لینِ لازم (مریم و شوریٰ کے عین) میں بھی تینوں ہیں لیکن طول اولیٰ ہے اور توسط بھی صحیح ہے اور قصر ضعیف ہے۔

⑰ اظہار، حرف کو اس کے مخرج سے تمام صفاتِ لازمہ سمیت ادا کرنا (جیسے اَنۡعَمۡتَ۔ وَالۡجَارِ)

⑱ اَلۡ تعریفی کا۔ اِبۡغِ حَجَّكَ وَخَفۡ عَقِیۡمَهٗ کے یا اَبۡ حَجۡخَ عَغۡ فَقَكَ مَوۡهِیَ کے چودہ حروف سے اور میم ساکن کا باؔ و میمؔ کے سوا باقی حروف سے اور نون ساکن و تنوین کا حلقی حروف سے پہلے اظہار ہوتا ہے اور ان تینوں کی مثالیں خود تلاش کیجئے۔

تیرھواں سبق ۱۳

اِدغام کے بیان میں

اِدغام ایک چیز کو دوسری میں داخل کر دینا اور چھپا دینا یعنی ۲ دو حرفوں سے دوسرے حرف جیسا تشدید والا ایک حرف بنا کر ادا کرنا جیسے وَقَدْ دَّخَلُوْا اور عَبَدْتُّمْ یا کسی فاصلہ کے بغیر ایک مخرج سے پہلے ساکن کا پھر متحرک کا ادا کرنا۔ اور اس کا فائدہ آسانی ہے کیونکہ جب ۲ دو حرفوں سے ایک حرف بن جاتا ہے تو اس کے ادا کرنے میں مخرج کو حرکت ایک ہی بار ہوتی ہے اور یہ اِدغام مثلین اور متجانسین اور متقاربین میں ہوتا ہے۔

مثلین: وہ ۲ دو حرف جن کا مخرج ایک ہو اور تمام صفات میں یکساں ہوں جیسے باء اور باء۔ تاء اور تاء۔

متجانسین: وہ ۲ دو حرف جن کا مخرج ایک ہو اور کچھ صفات میں یکساں ہوں جیسے دال اور تاء۔ تاء اور طا۔

متقاربین: وہ ۲ دو حرف جو مخرج میں یا صفات میں یا دونوں میں قریب قریب ہوں جیسے دال و سین۔ دال و شین۔ لام و را۔

پس ۱ اگر مثلین اور متجانسین میں سے پہلا حرف ساکن ہو تو اس کا دوسرے میں ہر جگہ اِدغام ہوتا ہے جیسے فَاضْرِبْ بِّهٖ۔ رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ

يُوَجِّهْهُ وَقَدْ دَّخَلُوْا۔ اِذْ ذَّهَبَ اور عَبَدْتُّمْ۔ يَلْهَثْ ذّٰلِكَ۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ۔

۲. متقاربین میں کا پہلا حرف ساکن ہو تو ان میں سے نون ساکن اور تنوین کا یَرْمَلُوْ کے پانچ حروف میں اور قُلْ، اور بَلْ کے لام کا راء میں اور قاف کا کاف میں ہوتا ہے۔

۳. اَلْ تعریفی کے لام کا۔ ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن کے چودہ[۱۴] حروف میں ہوتا ہے لیکن لام میں مثلین کے باب سے ہے۔

اور ذیل کی چار[۴] صورتوں میں ادغام منع ہے:۔

(۱) مثلین میں کا پہلا حرف مدہ ہو جیسے قَالُوْا وَهُمْ۔ فِيْ يَوْمٍ۔

(۲) متجانسین اور متقاربین میں کا پہلا حرف حلقی ہو جیسے سَبِّحْهُ اور فَاصْفَحْ عَنْهُمْ۔

(۳) حلقی کا غیر حلقی میں جیسے لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔

(۴) فعل کے لام کا نون اور تاء میں جیسے قُلْ نَعَمْ۔ اَنْزَلْنِيْ جَعَلْنَا اور فَالْتَقَطَهٗ۔ اور مثلین میں سے مَالِيَهْ هَلَكَ میں اظہار و ادغام دونوں ہیں۔

فائدہ: ۱. متجانسین میں سے قرآن میں صرف ان چھ حرفوں کا ادغام واقع ہوا ہے یعنی متجانسین انہیں چھ کے ساتھ جمع ہوئے ہیں:۔

(۱) بارؔ کا میمؔ میں صرف اِرْکَبْ مَّعَنَا (ہود ع ۴ میں)

(۲) تارؔ کا دالؔ اور طاؔ میں ہر جگہ (جیسے اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُکُمَا۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ وغیرہ)

(۳) ثارؔ کا ذالؔ میں صرف یَلْهَثْ ذّٰلِكَ (اعراف ع ۲۲ میں)

(۴) دالؔ کا تارؔ میں ہر جگہ (جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ)

(۵) ذالؔ کا ظاؔ میں ہر جگہ (جیسے اِذْ ظَّلَمْتُمْ۔ اِذْ ظَّلَمُوْا)

(۶) طاؔ کا تارؔ میں ہر جگہ (جیسے بَسَطْتَّ۔ اَحَطْتُّ)

فائدہ: ۲۔ نون ساکن اور تنوین کا واوؔ۔ یاؔ میں اور طاؔ کا تارؔ میں ادغام ناقص ہوتا ہے جس میں نون کا غُنہ اور طاؔ کا اطباق باقی رہتا ہے اور نَخْلُقْکُّمْ۔ (مرسلت میں) ناقص بھی ہوتا ہے جس میں قافؔ کا استعلا باقی رہتا ہے اور کامل بھی ہے جس میں قافؔ کا اثر بالکل نہیں رہتا بلکہ صرف کافؔ ہی کی آواز سُننے میں آتی ہے اور کامل ہی اولیٰ ہے۔

فائدہ: ۳۔ اِدغام میں پہلے حرف کو مدغم اور دوسرے کو مدغم فیہ کہتے ہیں۔ پس قَدْ تَّبَیَّنَ میں دالؔ مدغم اور تارؔ مدغم فیہ ہے۔ پھر اِدغام کی دو ۲ قسمیں ہیں:۔

(۱) صغیر، جس میں مدغم پہلے ہی سے ساکن ہو جیسے وَقَدْ دَّخَلُوْا۔

(۲) کبیر، جس میں مدغم حرکت والا ہو پھر اُس کو ساکن کرکے اِدغام

کیا جائے جیسے قِيلَ لَهُمْ سے قِيلَّهُمْ ۔ عَدَدَ سِنِينَ سے عَدَّسِّنِينَ ۔ پس اگر ادغام مثلین میں ہو تو صغیر میں صرف ایک کام کرنا پڑتا ہے اور وہ یہ کہ مدغم کو مدغم فیہ میں ملا کر دونوں کو ایک کر دیتے ہیں جیسے يُدْرِكْكُمْ اور کبیر میں دو عمل ہوتے ہیں: ۱ مدغم کو ساکن کرنا ۲ مدغم فیہ میں ملانا جیسے اِنَّهٗ هُوَ سے اِنَّهٗ هُّوَ اور متقاربین اور متجانسین میں ہو تو صغیر میں دو عمل ہوتے ہیں: ۱ اول کو ثانی سے بدلنا ۲ پھر ملا کر ایک کر دینا جیسے عَبَدْتُّمْ ۔ قُلْ رَّبِّ اور کبیر میں تین عمل ہوتے ہیں: ۱ مدغم کو ساکن کرنا ۲ اس کو مدغم فیہ سے بدلنا ۳ دونوں کو ملا کر ایک کر دینا جیسے: بِاَرْبَعَةْ شُّهَدَآءَ اور الْمَلٰٓئِكَةُ طَّيِّبِينَ اور اِدغام کبیر کا زیادہ استعمال ابو عمرو اور یعقوب کی قراءت میں ہے۔

چودھواں سبق
وقف و سکتہ و قطع کے بیان میں

(۱) وقف۔ ٹھہرنا۔ یعنی جو کلمہ رسم کی رُو سے بعد والے کلمہ سے جُدا ہو اُس کے آخر پر قراءت کے جاری رکھنے کے ارادہ سے اتنی دیر ٹھہرنا جس میں عادتاً سانس لے سکیں۔ عام ہے کہ سانس لیں یا نہ لیں یا کلمہ کے آخر پر کچھ دیر کے لئے آواز کا بند کر دینا۔

(۲) سکتہ : خاموش ہونا۔ یعنی کلمہ کے آخر پر اتنی دیر ٹھہرنا جس میں پوری طرح سانس نہ لے سکیں۔

(۳) قطع : کسی آیت یا مضمون کے آخر پر قرأت کے بند کر دینے کے ارادہ سے ٹھہرنا اور اسی لئے وقف و سکتہ کے بعد تو اَعُوْذ کے لوٹانے کی حاجت نہیں ہوتی اور قطع کے بعد ہوتی ہے۔

(۴) چونکہ تلاوت میں سانس لینے کی حاجت بھی ضرور پیش آتی ہے اِس بناء پر قاری کے لیے لازم ہے کہ ایسی جگہ اور ایسی طرح ٹھہرے جس سے عبارت کے معنی میں بھی خلل نہ آئے اور کلمہ بھی مہمل اور غلط نہ ہو جائے پس وقف میں دُو چیزوں کا معلوم کر لینا ضروری ہے : ۱ وقف کا محل۔ کہ وقف کس جگہ کیا جائے۔ ۲ وقف کی کیفیت کہ وقف کس طرح کیا جائے۔ پس یہاں دُو فصلیں ہیں :-

پہلی فصل وقف کے محل کے بیان میں

محل اور مقام کی رُو سے وقف کی پانچ قسمیں ہیں : (۱) تام۔ (۲) کافی (۳) صحیح اور بعض اِس کو حسن بھی کہتے ہیں (۴) حسن (۵) قبیح۔

اِن میں سے پہلی چار اُس کلام کے وقف کی قسمیں ہیں جو مطلب بتانے میں کامل ہو یعنی اتنے الفاظ آچکے ہوں کہ اگر پڑھنے والا وہاں ٹھہر جائے تو سننے والا اس سے کچھ مقصد سمجھ لے اور پانچویں قسم اس کلام کے وقف کی ہے جو مطلب

بتانے میں پُورا نہ ہو۔

اوّل : وقفِ تام وہ ہے جو اُس لفظ پر کیا جائے جس پر مضمون ختم ہوگیا ہو اور وقف والے لفظ سے پہلے کلام کا اُس کے بعد والے کلام سے نہ تو لفظی اور ترکیبی تعلق ہو اور نہ معنوی اور مطلبی علاقہ باقی ہو۔

مثالیں : فاتحہ میں ۱ یَوۡمِ الدِّیۡنِ اس پر حق تعالیٰ کی صفات ختم ہوگئی ہیں اور اِیَّاکَ نَعۡبُدُ سے بندہ کی جانب سے خطاب شروع ہوتا ہے۔ ۲ نَسۡتَعِیۡنُ اس پر خطاب ختم ہوگیا ہے اور اِھۡدِنَا سے دعا شروع ہوتی ہے۔ بقرہ میں ۳ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۴ عَظِیۡمٌ ان میں سے اوّل پر ایمان والوں کی صفتیں اور ثانی پر کفار کی خصلتیں ختم ہوگئی ہیں یہ وقف اکثر جگہ تو آیات کے سروں پر ہوتا ہے جیسے یَوۡمِ الدِّیۡنِ فاتحہ میں اور قَدِیۡرٌ عَلِیۡمٌ رٰجِعُوۡنَ بقرہ ع د ع د ع میں اور بعض جگہ آیات کے درمیان بھی ہوتا ہے جیسے اِذۡ جَآءَنِیۡ (فرقان ع میں) اس پر ظالم کی حسرت بھری گفتگو ختم ہوگئی ہے اور بعض جگہ آیات سے اگلے کلمہ پر ہوتا ہے۔ جیسے سِتۡرًا کَذٰلِکَ کہف ع۔ وَبِالَّیۡلِ۔ صٰفٰت ع۔ وَزُخۡرُفًا زخرف ع۔ اور کبھی ایک تفسیر پر تام اور دوسری پر کافی ہوتا ہے۔

مثالیں : اِلَّا اللّٰہُ (آلِ عمران ع) یہاں عائشہ رضؓ۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہا اور اکثر محدثین اور نافع۔ کسائی یعقوب وغیرہ کی رائے پر تام اور ابن حاجب

کے قول پر کافی ہے۔

۲؎ مقطعات۔ اِن پر اُن کے یہاں تو تام ہے جو اُن کے لئے مبتدا یا خبر یا فعل مقدر مانتے ہیں اور جو ان کے بعد کے جملوں کو خبر کہتے ہیں انکی رائے پر غیر تام ہے۔ ۳؎ اَذِلَّةً ج (نمل ع۳) اس پر اُن کے یہاں تو تام ہے جو وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ کو حق تعالیٰ کا قول بتاتے ہیں جس کو یہاں بلقیس کی کہی ہوئی بات کو مؤکد اور پختہ کرنے کے لئے لائے ہیں۔ اور جو اِس جملہ کو بلقیس کی تقریر کا جزو قرار دیتے ہیں اُن کے یہاں اَذِلَّةً ج پر وقفِ کافی ہے اور کبھی ایک قراءت پر تام اور دوسری پر کافی یا حسن ہوتا ہے۔

مثالیں: ۱؎ وَاَمْنًا ط (بقرہ ع۱۵) اِس پر مدنی و شامی کی قراءت پر تو تام ہے۔ کیونکہ یہ وَاتَّخَذُوْا میں خار کا فتحہ پڑھتے ہیں اور باقین کی قراءت خار کے کسرہ سے ہے پس اُن کے یہاں وَاَمْنًا ط پر وقفِ کافی ہے ۲؎ اَلْحَمِيْدِ ۝ (ابراہیم ع۱) اس پر مدنیان و شامی کی قراءت پر تو تام ہے کیونکہ اُن کی قراءت اَللّٰهُ الَّذِيْ میں ہا کے رفع سے ہے اور باقین کی قراءت ہا کے جر سے ہے۔ پس اُن کے لئے اَلْحَمِيْدِ ۝ پر وقف حسن ہے۔

دوم: وقفِ کافی وہ ہے جو اُس کلمہ پر ہو جس پر لفظی اور ترکیبی تعلق تو ختم ہو گیا ہو لیکن معنوی تعلق باقی ہو یعنی جس کلمہ پر وقف کیا ہے اُس کا یا اُس سے پہلے والے کسی کلمہ کا بعد والے سے ترکیبی تعلق تو بالکل نہ ہو لیکن معنوی

علاقہ ہو کر مضمون اُس کے بعد بھی وہی ہو جو پہلے سے چلا آرہا ہے جیسے:
مِنْ قَبْلِكَ ۝ مِنْ رَّبِّهِمْ ق سَمْعِهِمْ ط (بقرہ ع۱ میں) اور وَالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا ج مُصْلِحُوْنَ ۝ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (ع۲ میں) یہ سب ترکیب کی
رُو سے تو بعد والے کلام سے بے نیاز ہیں لیکن مضمون ان کے بعد بھی
وہی ہے جو پہلے سے چل رہا ہے اور وہ مومنین اور کفار اور منافقین کے
حالات ہیں اور وقفِ کافی میں بعض بعض سے قوی بھی ہیں اور کبھی ایک
قراءت پر کافی اور دوسری پر حسن ہوتا ہے۔ چنانچہ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ
(بقرہ ع۴۰) پر شامی۔ عاصم۔ ابوجعفر اور یعقوب کے لئے تو کافی ہے کیونکہ انکی
قراءت فَيَغْفِرُ میں را کے رفع سے ہے اور باقین کے لئے حسن ہے
کیونکہ اُن کی قراءت میں فَيَغْفِرْ را کے جزم سے ہے۔ تام و کافی دونوں پر
وقف کرنا اور ان کے بعد والے کلمہ سے ابتدا کرنا دونوں صحیح ہیں ان میں
اعادہ کی حاجت نہیں ہوتی۔

سوم: وقفِ صحیح اور حسن وہ ہے جس میں وقف والے لفظ کا
یا اس سے پہلے کلام کا بعد والے کلام سے لفظی اور معنوی دونوں طرح کا تعلق ہو
یعنی وقف تک اتنا کلام تو آچکا ہو جس سے مقصد سمجھ میں آجاتا ہو لیکن بعد والے کلام
کے ساتھ ترکیبی تعلق ہو جیسے بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ
اِس پر وقف کرنا تو درست ہے لیکن بعد والے کلام سے ابتدا کرنا منع ہے کیونکہ

ترکیب کی رُو سے پہلا کلام بعد والے سے بے نیاز نہیں ہے۔ اس لئے وقف کے بعد اعادہ ضروری ہے۔

چہارم : وقفِ حسن وہ ہے جو آیتوں پر کیا جاتا ہے پس سب آیتوں پر وقف کرنا بہتر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ عام ہے کہ پہلے کلام کا بعد والے سے لفظی تعلق ہو خواہ نہ ہو اور بیہقی فرماتے ہیں کہ جو حضرات لفظی اور معنوی تعلق کے سبب آیات پر وقف کرنے کو ناجائز اور قبیح بتاتے ہیں وہ درستی پر نہیں ہیں اور وہ ایسی دلیری کرتے ہیں جو ہرگز پسندیدہ نہیں ہے اور وقفِ حسن عام ہے جو تام، کافی اور صحیح تینوں کو شامل ہے یعنی جو وقف آیات پر ہو وہ یا تو تام حسن ہے یا کافی حسن ہے یا صحیح حسن ہے اور قبیح کسی جگہ بھی نہیں ہے ہاں آیات میں سے صرف فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ ایسا موقع ہے جس پر وقف کرنے سے علماء نے منع کیا ہے اور وجہ وہی ہے جو گزری کہ اس سے وہم فاسد معنی کی طرف چلا جاتا ہے۔

پنجم : وقفِ قبیح وہ ہے جس میں خود وقف والے یا اس سے پہلے والے کسی کلمہ کا وقف کے بعد والے کلمہ سے ترکیبی اور معنوی دونوں طرح کا تعلق ہو اور وہاں تک الفاظ بھی اتنے نہ آئے ہوں جن سے سننے والا کلام کا مقصد سمجھ سکے یا اتنے الفاظ تو آچکے ہوں لیکن وہاں وقف کرنے سے ایسے غلط اور فاسد معنی نکلتے ہوں جو حق تعالیٰ کی شان کے

لائق اور مناسب نہ ہوں یا وعید اور عذاب کی خبر گناہگاروں کے بجائے نیک بندوں کے لئے ہو جائے جیسے بِسْمِ ۔ اَلْحَمْدُ ۔ مٰلِكِ ۔ ان تینوں سے مقصد سمجھ میں نہیں آتا اور جیسے فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ (نساء ع) اور يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى (انعام ع) ان دونوں پر وقف کرنے سے کلام کا مقصد بدل جاتا ہے اور جیسے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖ ۔ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ اور لَا يَبْعَثُ اللّٰهُ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلّٰهِ ۔ اِن پانچوں میں وقف کرنے سے حق تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کے نیز قیامت کے جھٹلانے کے معنیٰ پیدا ہوتے ہیں اور جیسے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ یہاں وقف کرنے سے وعید نمازیوں کے لئے ہو جاتی ہے۔ اس قسم میں وقف اور بعد کے کلام سے ابتدا دونوں منع ہیں اور صرف سانس ٹوٹنے کی اور کھانسی وغیرہ کی مجبوری سے وقف کرنا درست ہے اس کے بعد فوراً اعادہ کرنا ضروری ہے اور جن موقعوں میں بے ادبی کے یا بے ایمانی کے معنی پیدا ہوں ان میں وقف کرنے سے تو بہت زیادہ پرہیز کرنا چاہئے اور جان کر اور اعتقاداً وقف کرنے میں کفر کا اندیشہ ہے۔

ضرورت کے اعتبار سے وقف کی چار قسمیں ہیں
(۱) اضطراری۔
(۲) انتظاری۔
(۳) اختباری (۴) اختیاری۔ اضطراری وہ ہے جو سانس کی تنگی،

یا کھانسی یا بھولنے کی مجبوری سے کیا جائے یہ ہر اس کلمہ کے آخر میں ہو سکتا ہے جو رسم میں بعد والے کلمہ سے جدا ہو پس فِی مَا اور اَنْ لَّا مقطوع ہیں تو فِیْ اور مَا۔ اَنْ اور لَا دونوں پر درست ہے اور فِیْمَا اور اَلَّا موصول میں صرف مَا اور لَا پر صحیح ہے۔

انتظاری وہ ہے جو کسی کلمہ کی اختلافی وجوہ پوری کرنے کیلئے کیا جائے۔ یہ ہر اُس کلمہ پر درست ہے جس میں قرأت کی وجوہ ایک سے زیادہ ہوں جیسے مُوْسٰی۔ اَرْجِہْ۔ کہ اوّل میں تین اور ثانی میں چھ ہیں۔

اختباری وہ ہے جو سیکھنے اور سکھانے کے لئے کیا جائے یہ بھی ہر اُس کلمہ پر درست ہے جو رسم میں بعد والے سے جُدا ہو۔

اختیاری وہ ہے جو کسی مجبوری کے بغیر قصداً کیا جائے۔ یہ وقف تام کافی صحیح حسن ہی پر درست ہے۔

وقف کی علامات

لیکن جو حضرات عربی میں اور تفسیر کے علم میں خوب ماہر نہیں ہیں وہ وقف کی ان قسموں کو معلوم نہیں کر سکتے اس بناء پر امام ابوجعفر ابن طیفور سجاوندی نے ان موقعوں کے لئے پانچ علامتیں مقرر کر دی ہیں جن پر وقف کرنا درست ہے اور ان کے بعد کے علماء نے کچھ اور علامتیں بھی مقرر کی ہیں پس ماہر علماء کے سوا سب حضرات کو چاہیئے کہ انھیں علامتوں پر وقف کریں اور وہ یہ ہیں :-

۱ م ۲ ط ۳ ج ۴ ز ۵ ص ۶ ق ۷ ک ۸ قف۔

۹ صَلْ ۱۰ صلے ۱۱ لا ۱۲ قلا ۱۳ ○ ۱۴ ∴ ∴ ۱۵ وقفہ۔ ۱۶

وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷ وقف منزل ۱۸ وقف غفران

۱۹ وقف کفران۔ ان میں سے ۱ لازم بعض کے قول پر بیاسی (۸۲) اور بعض کی رائے پر چھیاسی (۸۶) ہیں۔ ۲ مطلق تین ہزار پانچ سو دس (۳۵۱۰) ہیں۔ ۳ جائز ایک ہزار پانچ سو اٹھتر (۱۵۷۸) ہیں۔ ۴ مجوز ایک سو اکانوے (۱۹۱) ہیں۔ ۵ مرخص تراسی (۸۳) ہیں۔

تفصیل: ۱ م۔ یہ وقف لازم کا مختصر ہے اور یہ اُس موقع پر ہوتا ہے۔ جس میں وصل کرنے سے اس سُننے والے کا وہم مراد کے خلاف دوسرے معنیٰ کی طرف چلا جاتا ہے جو غور سے کام نہ لے۔ پس اس وہم کو دور کرنے کے لئے میم پر وقف کر دینا بہتر اور مناسب ہے لیکن فرض اور واجب نہیں تاکہ وقف نہ کرنے سے گناہ ہو جیسے اَصْحٰبُ النَّارِ ۘ (اس کے بعد جو اَلَّذِیْنَ ہے اس سے ایک جُدا کلام شروع ہوتا ہے اور اَصْحٰبُ النَّارِ ۘ کے ساتھ وصل کر دینے سے غور سے کام لینے والا تو اس بات کو آسانی سے سمجھ لیتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ والا جملہ ایک جُدا کلام ہے اور پہلی عبارت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جو غور سے کام نہ لے اس کو یہ وہم ہو سکتا ہے کہ اَلَّذِیْنَ۔ اَصْحٰبُ النَّارِ کی صفت ہے اور اس سے مقصد بالکل بدل جاتا ہے۔

۲ ط: اس کو وقفِ مُطلق سے لیا ہے۔ یہ اُس موقع پر ہوتا ہے

جس میں پہلے کلام کے بالکل ختم ہو جانے کے سبب ط کے بعد والی عبارت سے ابتدا کرنا بہتر ہوتا ہے لیکن یہاں وصل سے دوسرے معنیٰ کا وہم نہیں ہوتا جیسے وَعَلٰی سَمۡعِهِمۡ ط (بقرہ ع ۱ میں) یہاں بعد والا جملہ پہلے سے بالکل جدا ہے۔

۳ ج: اس کو وقفِ جائز سے لیا ہے اور یہ اس موقع پر ہوتا ہے جس میں وقف و وصل دونوں کی دلیلیں پائی جاتی ہیں اور دونوں برابر درجہ میں ہوتی ہیں جیسے اَذِلَّةً ج (نمل ع ۳ میں) یہاں وَكَذٰلِكَ والے جملہ میں دو احتمال ہیں: ۱ بلقیس کا قول ہو۔ یہ وجہ تو وصل کی ہے کیونکہ اس سے بلقیس کے دونوں جملے متصل رہتے ہیں۔ ۲ حق تعالیٰ کا ارشاد ہو۔ یہ وجہ وقف کی ہے کیونکہ اس سے بعد کے کلام کی جدائی واضح ہو جاتی ہے۔ پس یہاں وقف و وصل دونوں مساوی ہیں۔

۴ ز: اس کو وقفِ مجوَّز سے لیا ہے، اور یہ اس موقع پر ہوتا ہے جس میں وقف اور وصل دونوں کی دلیلیں پائی جاتی ہوں اور وصل کی دلیل زیادہ قوی ہوتی ہے جیسے غِشَاوَةٌ ز (بقرہ ع ۱ میں) یہاں پہلے جملے میں کفار کی دنیوی حالت کا بیان ہے کہ وہ اندھے ہیں حق کو نہیں دیکھتے اور دوسرے جملے میں انھیں کی آخرت والی حالت بتائی ہے نیز دوسرا جملہ پہلے ہی جملہ پر مرتب ہونے کے بجائے کفار کی تمام بری عادتوں پر مرتب ہے۔ یہ دلیل تو وقف کی ہے۔ اور دونوں جملے اسمیہ ہونے میں متحد ہیں اور دونوں کا

مقصد بھی ایک ہی ہے اس لئے کہ دونوں میں کفار کی بدحالی کا ذکر ہے پس یہ اتحاد و اتصال وصل کی دلیل ہے اور یہی قوی ہے۔ یہاں صرف سانس کی تنگی کے وقت ٹھہرنا چاہیئے۔

۵۔ ص: اس کو وقف مرخص سے لیا ہے یعنی مجبوری کے وقت اس بات کی رخصت اور اجازت دیدی ہے کہ اس پر وقف کرلیں اور اعادہ کے بغیر بعد والے جملے سے ابتدا کرلیں اور یہ ایسے دو کلاموں کے درمیان ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا دوسرے سے تعلق ہو لیکن مقصد کے ظاہر کرنے میں دونوں مستقل ہوں اور پہلا دوسرے کا اور دوسرا پہلے کا محتاج نہ ہو جیسے وَالسَّمَآءَ بِنَآءً (بقرہ ع۳ میں) یہاں وَاَنْزَلَ جَعَلَ پر معطوف ہے اور معطوفین کا مجموعہ اَلَّذِیْ کا صلہ ہے لیکن اگر ثانی نہ ہو تو صرف اول بھی صلہ کے لئے کافی ہے اس لئے یہاں بھی سانس کی تنگی ہی کے وقت وقف کرنا چاہیئے۔ (یہ پانچ علامتیں تو وہ ہیں جو سجاوندی نے مقرر کی ہیں اور جو علامتیں ان کے بعد آرہی ہیں یہ وہ ہیں جن کو وقف کے دوسرے علماء نے ایجاد کیا ہے)

۶۔ ق: اس کو قِیْلَ عَلَیْہِ الْوَقْفُ سے لیا ہے۔ یعنی صرف بعض علماء نے بتایا ہے کہ یہاں وقف کرسکتے ہیں۔ اس لئے یہ ضعیف ترین علامت ہے اور اس کو تاویلی بھی کہتے ہیں اور اگر مجبوری میں وقف کرلیں تو

اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

۷ كَ: اِس کو كَذٰلِكَ سے لیا ہے۔ یعنی حکم یہاں بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے گذرا۔ یہ وقف کی علامت کے بعد بھی آتا ہے اور وصل کی علامت کے بعد بھی۔ پس جس کے بعد آئے۔ اسی کے حکم میں سمجھنا چاہیئے۔ لیکن یہ علامت اس زمانے کے قرآنوں میں مستعمل نہیں ہے۔

۸ قِفْ: اِس کو قَدْ یُوْقَفُ عَلَیْہِ سے لیا ہے۔ یعنی اس پر کبھی مجبوری ہی میں وقف کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اعادہ کی حاجت نہیں ہوتی۔ ہاں مجبوری کے بغیر وقف کرنا بہتر نہیں اور یہ امر کا صیغہ نہیں ہے گو مشہور یہی ہے۔

۹ صَلْ: یہ قَدْ یُوْصَلُ سے ہے اور امر نہیں ہے۔ یعنی یہاں وصل کیا جاتا ہے اور وہی قوی اور بہتر ہے پس قِفْ اور صَلْ دونوں ضعیف علامتیں ہیں۔ لیکن قِفْ میں وقف کی اور صَلْ میں وصل کی وجہ دوسری سے قوی ہوتی ہے۔

۱۰ صلے: یہ اَلْوَصْلُ اَوْلٰی سے ہے۔ یعنی یہاں وصل کرنا بہتر ہے رہا وقف سو وہ بھی درست ہے۔

۱۱ لا: یہ لَاوَقْفَ عَلَیْہِ سے ہے۔ یعنی اس پر وقف تو صحیح ہے لیکن بعد والے جملے سے ابتدا کرنا درست نہیں بلکہ ماقبل سے اعادہ ضروری ہے۔ پس اگر لَا آیت پر ہو تب تو وقف کرنا درست بلکہ

سُنّت ہے اور اسی طرح بعد کے کلمے سے ابتدا بھی صحیح ہے اور اگر آیت کے بغیر ہو تو پھر یہاں وقف قبیح ہے۔ پس اگر کردیں تو فوراً اعادہ کرنا چاہیئے۔

۱۲ قلا: یہ قِیْلَ لَا وَقْفَ عَلَیْہِ سے ہے یعنی بعض علماء کے قول پر یہاں وقف نہیں ہے۔ اور بعض کے قول پر ہے پس یہاں بھی وصل ہی بہتر ہے اور جو وقف بتاتے ہیں ان کے قول پر اعادہ کی حاجت نہ ہوگی۔

۱۳ ○ یہ آیت کی علامت ہے اس پر لَا ہو یا نہ ہو دونوں حالتوں میں وقف کرنا بہتر ہے اور سُنّت کی نیت سے ہوگا تو ثواب بھی ملے گا۔

۱۴ ∴ ∴ یہ دونوں معانقہ کی علامت ہیں۔ اور وہ مَعُ بھی اسی کا مختصر ہے جو قرآن کے حاشیہ پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔ معانقہ کے معنی ہیں وقف کے دو۲ موقعوں کا قریب قریب جمع ہو جانا۔ ان میں سے صرف ایک پر وقف کرنا چاہیئے جو بعض جگہ اوّل پر اور بعض جگہ ثانی پر بہتر ہوتا ہے اور ایک دم دونوں پر وقف کرنا منع ہے۔ کیونکہ اس صورت میں پہلے وقف سے دوسرے تک جتنے کلمات ہیں وہ سب بے ربط اور بے فائدہ ہو جاتے ہیں۔

۱۵ وقفہ: یہ وقف سے ہے جس کے آخر میں سکتہ کی ھا لگا دی ہے۔ اور اس کی اصل اَلْوَقْفُ مَعَ السَّکْتِ تھی اس پر وقف

کرنا بھی درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اس پر سانس نہ لیں اور سکتے سے کچھ زیادہ اور وقف سے کم دیر ٹھہریں۔ پس یہ طویل سکتہ کی علامت ہے لیکن چونکہ اس پر سکتہ قرارت کے اماموں سے منقول نہیں ہے اس بناء پر یہ اصلی سکتہ نہیں ہے۔

۱۶ وقف النبی صلے اللہ علیہ وسلم: یہ حاشیہ پر درج ہوتا ہے اس پر وقف کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ آیات کے درمیان بھی گیارہ جگہ وقف کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

۱۷ وقف منزل: وقفِ جبرئیل۔ یہ دونوں ایک ہی کے نام ہیں یعنی وہ موقع جس پر جبرئیل علیہ السلام نے وحی سناتے وقت وقف کیا ہے اور ان کی پیروی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیا ہے۔

۱۸ وقف غفران: اس پر وقف کرنے سے معنیٰ خوب ظاہر ہو جاتے ہیں اور سننے والے کے دل میں خوشی بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں بھی وصل سے وقف بہتر ہے۔

۱۹ وقف کفران: اس پر وقف کرنے سے ایسے فاسد اور غلط معنیٰ پیدا ہوتے ہیں جن کا یقین کر لینے سے کفر لازم آجاتا ہے اس لئے اس پر وقف کرنے سے بچنا چاہیئے۔

چونکہ وقف النبی سے کفران تک کے چاروں وقف قرآن مجید کے

حاشیہ پر درج ہوتے ہیں اس لئے یہاں اُن کے موقعے نہیں بتائے۔

تنبیہ: ۱۔ وقف کی علامتوں میں قوت وضعف کے درجے بھی اُسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب سے وہ علامتیں اوپر درج ہوئیں۔ پس مٓ سب سے قوی اور صلے سب سے ضعیف علامت ہے۔ اور قوی کو چھوڑ کر ضعیف پر وقف کرنا درست نہیں جس طرح مُسافر کے لئے عمدہ مقام کو چھوڑ کر تکلیف دینے والی جگہ پر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ (جامع الوقف بمفہومہٖ)

۲۔ جو وقف آیت پر کیا جائے وہ بھی قوی اور ضعیف ہونے میں اس علامت کے تابع ہے جو اس پر درج ہے۔

۳۔ لا وصل کی علامت ہے نہ کہ وقف کی۔

۴۔ چونکہ وقف کے بعد آگے شروع کرنے کو ابتدا کہتے ہیں اس لئے اس کی قسموں کا معلوم کرلینا بھی ضروری ہے پس ابتدا کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ احسن۔ ۲۔ حسن۔ ۳۔ صحیح۔ ۴۔ قبیح۔

۱۔ احسن (عمدہ تر) وہ ہے کہ اگر اس سے پہلے جملے پر وقف نہ کریں تو مراد کے خلاف دوسرے معنیٰ کا وہم ہوتا ہو۔ یہ ابتدا وقفِ تام اور کافی کے بعد سے ہوتی ہے۔ پس وہم کے موقع پر وقف کرکے بعد والے کلام سے ابتدا کرنا بہتر ہے، اور سجاوندی نے ایسے ہی موقعوں کے لئے

میم مقرر کی ہے جو لازم کی علامت ہے۔ لیکن یہ لازم بہتر کے معنیٰ میں ہے نہ کہ اُس فرض اور واجب کے معنیٰ میں جس کے ترک سے گناہ ہوتا ہے جیسا کہ ناواقف لوگ اِس وہم میں مبتلا ہیں۔

مثالیں: ۱ قَوْلُهُمْ م (یونس ع و یٰسٓ ع میں) ۲ وَمَا نُعْلِنُ ط (ابراہیم ع میں) ۳ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ (عنکبوت ع و زمر ع میں) ۴ اَصْحٰبُ النَّارِ ۘ (مومن ع میں) یہاں وصل کرنے سے ۱ میں تو یہ وہم ہوتا ہے کہ اِنَّ الْعِزَّةَ اور اِنَّا نَعْلَمُ کفار کا مقولہ ہے اور ۲ و ۳ میں یہ نکلتا ہے کہ وَمَا يَخْفٰى میں جو مَا ہے وہ موصولہ ہے اور معنیٰ یہ ہو جاتے ہیں کہ: اے ہمارے رب آپ ہمارے چھپے اور کھلے کو بھی جانتے ہیں اور اُن چیزوں کو بھی جو اللہ پر پوشیدہ ہیں اور ۳ میں عطف سے یہ معنیٰ نکلتے ہیں کہ دوزخ میں کافروں کا بھی ٹھکانا ہے اور اللہ کی راہ میں کوشش کرنے والوں اور سچا کلام پیش کرنے والوں کا بھی اور ۴ میں یہ وہم ہوتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ۔ اَصْحٰبُ النَّارِ کی صفت ہے اور اس سے معنیٰ یہ ہو جاتے ہیں کہ کافروں پر آپ کے رب کی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایسے دوزخی ہیں جو عرش کو اُٹھائے ہوتے ہیں نَعُوْذُ بِاللهِ۔ حالانکہ عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ جو پورے وفادار ہیں۔

۲ حسن وہ ہے جو اس تام اور کافی کے بعد سے ہو جس میں

وصل کرنے سے مراد کے خلاف معنیٰ کا وہم نہ ہوتا ہو۔

۳۔ صحیح وہ ہے جو آیات کے بعد سے ہو عام ہے کہ ان کے بعد والا کلام پہلے کلام سے تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

۴۔ قبیح وہ ہے جس سے مقصد کے خلاف معنیٰ پیدا ہوتے ہوں جیسے عُزَیْرُ اور اَلْمَسِیْحُ پر وقف کرکے اِبْنُ سے ابتدا کرنا قبیح ہے اور ان دونوں سے پہلے اَلْیَھُوْدُ اور النَّصٰرٰی پر وقف کرکے خود عُزَیْرُ اور اَلْمَسِیْحُ سے ابتدا کرنا زیادہ قبیح ہے۔ نیز یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ (ممتحنہ ع) پر وقف کرنا تو صحیح ہے لیکن وَاِیَّاکُمْ سے ابتدا کرنا قبیح ہے اور اسی طرح ہر اُس وقف کے بعد سے ابتدا قبیح ہے جس میں بعد والے کلام کا پہلی عبارت سے لفظی تعلق ہو اور اگر معنیٰ میں بھی خرابی آجائے تو پھر زیادہ قبیح ہے۔

تنبیہ: سجاوندی نے جو لَا کی رمز مقرر کی ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہاں وقف کرنا درست نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہاں وقف کرکے بعد والے کلام سے ابتدا کرنا منع ہے۔ پس لَا پر وقف کرنا تو صحیح ہے لیکن اس کے بعد اعادہ کرنا چاہئے۔

تلاوت کی رُو سے ابتدا کی دو قسمیں ہیں:۔

۱۔ اختیاری: یہ وہ ہے جو تام۔ کافی صحیح کے بعد کے کسی

مستقل مقام سے کی جائے۔

۲۔ اختیاری: یہ وہ ہے جو طلبار کو یہ بتانے کے لئے کی جائے کہ اس سے ابتدا اس طرح ہوگی اور ابتدا اضطراری نہیں ہوسکتی کیوں کہ اس میں سانس کی تنگی وغیرہ کی مجبوری پیش نہیں آتی، اگر توفیق شامل حال رہی تو وقف وابتدا کی مزید تفصیل سجاوندی کے ترجمہ میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پندرھواں سبق ❋ دوسری فصل

وقف کی کیفیت اور اس کے قواعد کے بیان میں

یاد رکھیں کہ پوری حرکت پر وقف کرنا تو بالکل منع ہے۔ ہاں اگر زیر و پیش والے حرف پر روم سے وقف کریں تو پھر اس کی تہائی حرکت کا ظاہر کرنا درست ہے اور قراء کے یہاں وقف کرنے کے نو طریقے مستعمل ہیں:-

اوّل اسکان: آخری حرف کی حرکت کا حذف کردینا، یہ زبر زیر، پیش تینوں میں جاری ہے اور وقف کے بارے میں یہی اصل ہے کیونکہ وقف راحت کے لئے ہوتا ہے اور وہ اسکان سے پوری طرح میسر آتی ہے۔ اس لئے کہ حرکت کی طرف اشارہ بھی نہیں کرنا پڑتا۔

دوم روم: تہائی حرکت ادا کرنا۔ یہ زیر اور پیش ہی میں ہوتا ہے جیسے فِی الْعُقَدِ ۝ اَحَدٌ ۝ اور اس میں کھڑے زیر کے بجائے پڑے زیر کا اور اُلٹے پیش کے بجائے سیدھے پیش کا تہائی حصہ پڑھا جاتا ہے نیز دو زیروں اور دو پیشوں کے بجائے ایک زیر اور ایک پیش کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔

سوم اشمام: پیش کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہونٹوں کو گول کر لینا۔ یہ صرف پیش میں ہوتا ہے۔ پس پیش والے حرف کو پہلے ساکن کر دیتے ہیں۔ پھر ہونٹوں سے اشارہ کرتے ہیں۔ لیکن ذیل کی پانچ صورتوں میں صرف اسکان سے وقف ہوتا ہے اور روم و اشمام بالکل منع ہیں:-

۱ اصلی ساکن میں جیسے فَحَدِّثْ۔ فَارْغَبْ۔ ۲ زبر میں جیسے خَلَقَ۔ حَسَدَ۔ ۳ عارضی حرکت میں جیسے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ۔ وَاَنْذِرِ النَّاسَ اور یَوْمَئِذٍ۔ حِیْنَئِذٍ ــ ان چاروں میں نون۔ ۱تا۳۔ ذال کا کسرہ عارضی ہے۔ ۴ اس گول تا میں جو وقف میں ھا ہو جاتی ہے جیسے اٰیَۃٌ۔ ۵ جمع کا میم جیسے ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔

فائدہ: مذکر غائب کی ضمیر (ہٗ ہُ ہٖ ہِ) کی سات صورتیں ہیں:

۱ فتحہ کے بعد ہو جیسے لَہٗ۔ یَرْضَہُ۔ ۲ الف کے بعد ہو جیسے: فَاہُ۔ یَرَاہُ۔ ۳ صحیح ساکن کے بعد ہو جیسے عَنْہُ۔ مِنْہُ۔ ان تین قسموں میں تو اشمام و روم اجماعًا درست ہیں۔ ۴ کسرہ کے بعد ہو جیسے بِہٖ۔ رُسُلِہٖ۔ ۵ ضمہ کے بعد ہو جیسے اُکُلُہٗ۔ وَاَمْرُہٗ۔ ۶ یا مدہ کے یا لین کے بعد ہو جیسے فِیْہِ۔ یَدَیْہِ۔ ۷ واؤ مدہ کے یا لین کے بعد ہو جیسے یَرَوْہُ۔ یَرَاَوْہُ۔ ان چار صورتوں میں بعض کی رائے پر منع اور بعض کی رائے پر درست ہیں۔

چہارم ابدال: وقف والے حرف کو کسی اور حرف سے بدل لینا۔ اور اس کی تین صورتیں ہیں: ۱ نصب کی تنوین الف سے بدل جاتی ہے جیسے قُرْاٰنًا۔ رَقِیْبًا۔ ۲ تانیث کی جو تا مفرد اِسموں میں ہو اگر وہ ھا کی شکل میں لکھی ہوئی ہو تو سب حضرات اور اگر تاء کی شکل میں ہو تو بعض قراء اس کو ھا سے بدل لیتے ہیں جیسے: اٰیَۃٌ۔ رَحْمَتَ۔ اور یاد رکھیں کہ حفص اسی تاء کو بدلتے ہیں جو ھا کی شکل میں ہو نہ کہ تاء کی صورت والی کو بھی۔ ۳ ہمزہ کو الف۔ یا۔ واؤ مدہ سے بدل لیتے ہیں جیسے یَاْلَمُوْنَ۔ بِئْرٍ۔ یُؤْفَکُوْنَ۔ وَلُؤْلُؤٌ۔ اِنِ امْرُؤٌ۔ یہ حمزہ اور ہشام کی قراءت میں ہے۔

پنجم اثبات: اُس مدہ کا ثابت رکھنا جو وصل میں دو ساکن جمع

ہو جانے کے سبب حذف ہو گیا تھا جیسے وَقَالَا الْحَمْدُ ۔ فِي الْاَرْضِ قَالُوا الْئٰنَ ۔ کہ ان میں وقفاً وَقَالَا ۔ فِیْ ۔ قَالُوْا ہے۔

ششم الحاق: سکتہ کی ھا کا زیادہ کر دینا جیسے لَمْ يَتَسَنَّهْ اور یہ حفص کی روایت میں سات کلمات میں اور بزی کی روایت پر بارہ کلمات میں آئی ہے حفص کی روایت والے سات کلمات یہ ہیں ۱ لَمْ يَتَسَنَّهْ (بقرہ ع ۳۵) ۲ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (انعام ع ۱۰) ۳،۴ كِتٰبِيَهْ ۔ ۵و۶ حِسَابِيَهْ ۔ (حاقہ ع ۱) میں دو دو جگہ ۔ ۷ مَاهِيَهْ (القارعہ)

بزی کی روایت والے بارہ کلمات یہ ہیں: ۱تا۷ مذکورہ بالا سات کلمات ۔ ۸ فِيْمَهْ ۹ لِمَهْ ۱۰ فَبِمَهْ ۱۱ عَمَّهْ ۱۲ مِمَّهْ ۔ ان میں سے پہلے سات کے بعد بلا خلاف اور باقی پانچ کے بعد خلاف کے ساتھ سکتہ کی ھا زیادہ کرتے ہیں۔

ہفتم حذف: جو حرف وصلاً ثابت ہو اس کا کم کر دینا جیسے اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ سے اٰتٰنِ ۔

ہشتم نقل و حذف: ہمزہ کی حرکت اس سے پہلے ساکن کو دے کر ہمزہ کو حذف کر دینا جیسے یَسَلُوْنَ ۔ مَنَ اٰمَنَ اور سُوْءِ سے سُوِ ۔

نہم ابدال و ادغام: جیسے شَيْـًٔا سے شَيًّا اور شَيْءٌ سے

شَیٌّ یہ دونوں صورتیں ہشام وحمزہ کی قرأت میں جاری ہیں ۔

وقفی وجوہ کے بارے میں ایک شاندار فائدہ

(۱) اگر وقف والے حرف سے پہلے مدہ اور لین نہ ہوں تو زبر کی صورت میں صرف اسکان اور زیر میں اسکان و روم دو اور پیش میں اسکان ۔ اشمام ۔ روم تین وجوہ ہیں جیسے خَلَقَ ۔ فِی الْعُقَدِ ۔ اَحَدٌ ۔

(۲) اگر وقف والے حرف سے پہلے مدہ یا لین ہو تو پھر زبر کی صورت میں صرف تین ہیں یعنی طول ۔ توسط ۔ قصر ۔ تینوں اسکان سے اور زیر میں چار ہیں ۱ تا ۳ یہی تینوں اسکان سے ۴ قصر روم سے اور پیش میں سات ہیں ۔ ۱ تا ۳ طول ۔ توسط ۔ قصر اسکان سے ۴ تا ۶ پھر یہی تینوں اشمام سے ۔ ۷ قصر روم سے ۔ لیکن لین میں قصر ۔ توسط ۔ طول ہے ۔ پس مدہ میں اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف آتے ہیں اور لین میں ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف جاتے ہیں اور مثالیں یہ ہیں: النَّاسَ ۔ الْعٰلَمِیْنَ ۔ طَالُوْتَ ۔ لَاخَیْرَ ۔ اَلْقَوْلَ اَلْخَیْرَ ۔ اَلْمَآلِ ۔ اَلدِّیْنِ ۔ اَلنُّوْرِ ۔ وَالصَّیْفِ ۔ بِقَوْلِ ۔ اَلْقَهَّارُ ۔ نَسْتَعِیْنُ ۔ رَسُوْلٌ ۔ خَیْرٌ ۔ اَلْخَوْفُ ۔

(۳) اگر مدّہ کے بعد آخری حرف ہمزہ ہو تو زبر کی صورت میں ورش کے لئے صرف طول ہے اسکان سے اور توسط والوں کے لئے توسط و طول دونوں ہیں اسکان سے جیسے جَآءَ۔ شَآءَ اور زیر کی صورت میں ورش کے لئے دو ۲ ہیں یعنی طول اسکان سے بھی اور روم سے بھی۔ اور توسط والوں کے لئے تین ہیں: ۱و۲ توسط اسکان سے پھر روم سے۔ ۳ طول صرف اسکان سے جیسے مِنَ الْمَآءِ۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ اور پیش کی صورت میں ورش کے لئے تین ہیں اور وہ طول ہے اسکان۔ اشمام۔ روم تینوں سے اور توسط والوں کے لئے پانچ ہیں: ۱تا۳ توسط۔ اسکان۔ اشمام۔ روم تینوں سے۔ ۴و۵ طول صرف اسکان و اشمام سے۔ اور توسط والوں کے لئے طول میں روم کے درست نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ روم صرف اسی وجہ میں جائز ہے جو وصلاً درست ہو اور توسط والوں کے لئے وصلاً طول کا درست نہ ہونا ظاہر ہے۔

(۴) اگر یہ آخری ہمزہ واؤ۔ یا لین کے بعد ہو تو اس میں زیر کی صورت میں ورش کے لئے چار ۴ ہیں: ۱و۲ لین کے توسط کے ساتھ ہمزہ میں سکون و روم دونوں۔ ۳و۴ لین کے طول پر بھی ہمزہ میں یہی دونوں اور ہشام و حمزہ کے لئے بھی چار ہیں۔ ۱و۲ نقل و حذف۔

یا، اور واؤ میں سکون و روم دونوں سے۔ ۳ و ۴ ابدال و ادغام پر بھی یا، اور واؤ میں یہی دونوں جیسے شَیْءٍ ۔ اَلسُّوْءِ آور باقی حضرات کے لئے بھی چار ہیں: ۱ تا ۳ قصر۔ توسط۔ طول اسکان سے۔ ۴ قصر روم سے آور پشیں کی صورت میں ورش کے لئے چھ ہیں: ۱ تا ۳ لین کے توسط کے ساتھ ہمزہ میں اسکان۔ اشمام۔ روم تینوں ۴ تا ۶ لین کے طول پر بھی ہمزہ میں یہی تینوں آور ہشام وحمزہ کے لئے بھی چھ ہیں۔ ۱ تا ۳ نقل و حذف پر بھی واؤ اور یا میں اسکان۔ اشمام۔ روم تینوں۔ ۴ تا ۶ ابدال و ادغام پر بھی یہی تینوں اور باقی حضرات کے لئے سات ہیں: ۱ تا ۳ لین میں قصر۔ توسط۔ طول اسکان سے۔ ۴ تا ۶ پھر لین میں یہی تینوں اشمام سے۔ ۷ لین میں قصر روم سے۔

۱۶ سولہواں سبق

وقفی وجوہ کی مزید تفصیل میں

اگر کسی جگہ وقفی مد ایک سے زیادہ دو یا تین یا اس سے بھی زیادہ جمع ہو جائیں تو ان سب کی وجوہ کے ملانے سے بہت سی وجوہ نکل آتی ہیں اور ان کی دو قسمیں ہیں:-

اوّل ضربی اور حسابی وجوہ: اور یہ وہ ہیں کہ ان دو یا تین

وقوف میں عقلی طور سے جتنی وجوہ بھی نکل سکتی ہوں برابری کی رعایت کے بغیر ان سب کو شمار کر لیں جیسے الرَّجِيْمِ۔ الرَّحِيْمِ۔ اَلْعٰلَمِيْنَ ۔ یہ تین وقوف ہیں ان میں سے الرَّجِيْمِ میں پانچ ہیں: ۱،۲،۳ طول۔ توسط۔ قصر اسکان سے۔ ۴ قصر روم سے ۵ قصر وصل سے اور الرَّحِيْمِ میں بھی یہی پانچ ہیں اور اَلْعٰلَمِيْنَ میں صرف اسکان کی تین ہیں۔ پس اگر الرَّجِيْمِ کی پانچوں میں سے ہر ایک پر الرَّحِيْمِ میں پانچ پانچ پڑھی جائیں تو پانچ پنجے پچیس ۲۵ وجوہ ہوجاتی ہیں پھر ان پچیس میں سے ہر ایک پر اَلْعٰلَمِيْنَ میں تین تین پڑھیں تو یہاں کُل وجوہ پچیس ۲۵ تیا پچھتر ہوجاتی ہیں۔ اور اسی طرح دوسری مثالوں میں بھی سمجھ لیجئے اور ان ضربی اور حسابی وجوہ کا پڑھنا محققین کی رائے پر اولیٰ نہیں ہے۔

دوم صحیح اور درست وجوہ: اور یہ وہ ہیں جن میں تین ۳ شرطیں موجود ہوں:۔

(۱) اگر سب وقف ایک ہی طرح کے ہوں۔ مثلاً سب میں آخر سے پہلا حرف مدہ ہو جیسے الرَّجِيْمِ۔ الرَّحِيْمِ۔ اَلْعٰلَمِيْنَ میں ہے یا سب میں لین ہو جیسے وَالصَّيْفِ۔ اَلْبَيْتِ۔ خَوْفٍ میں ہے تو سب کی مقدار یکساں رہے۔ پس طول کے ساتھ سب میں طول اور توسط کے ساتھ سب میں توسط اور قصر کے ساتھ سب میں قصر ہونا چاہیئے۔

یہ نہ ہو کہ ایک میں طول اور دوسرے میں توسط اور تیسرے میں قصر پڑھ لیں۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے یہ وجوہ ضربی بن جائیں گی۔

(۲) اگر آخر سے پہلا حرف دو طرح کا ہو کہ ایک میں مدّہ ہو اور دوسرے میں لین ہو جیسے اَلرَّحِیْمِ۔ قُرَیْشٍ۔ تو ضعیف (لین) کی مقدار قوی (مدّہ) سے زیادہ نہ ہو جائے، ہاں اگر مدّہ کی مقدار لین سے زیادہ ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔

(۳) ناقلین کے اقوال میں خلط نہ ہو جیسے طول کی مقدار ایک قول پر پانچ اور دوسرے پر تین الفی ہے۔ پس اگر ایک وقف میں طول پانچ الف کے برابر پڑھیں اور دوسرے میں وہی طول تین الف کے برابر پڑھیں۔ تو اس سے اقوال میں خلط ہو جائے گا۔ پس جس قول کو پہلی جگہ لے لیا ہو تلاوت کے آخر تک اسی پر عمل کریں۔

توضیح: پس اَلرَّحِیْمِ کے طول پر اَلرَّحِیْم میں توسط اور اَلْعٰلَمِیْنَ میں قصر صحیح نہیں کیوں کہ یہ تینوں مدّہ ہیں۔ اور اسی طرح وَالصَّیْفِ کے قصر پر اَلْبَیْتِ میں توسط اور خَوْفٍ میں طول بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ تینوں لین ہیں۔ پس جو وجہ ایک میں پڑھی ہو وہی دوسرے اور تیسرے میں بھی پڑھنی چاہیے۔ مدّہ اور لین کے جمع ہونے کی صورت میں عقلاً نو وجوہ ہیں۔ جو مدّہ کی

تینوں میں سے ہر ایک پر لین میں تین تین پڑھنے سے نکلتی ہیں۔ لیکن ان میں سے صحیح چھ ہیں۔ پس اگر مدہ پہلے ہو جیسے الرَّحِیْمِ۔ قُرَیْشٍ تو اس صورت میں تو چھ اِس ترتیب سے ہیں: ۱ تا ۳ مدہ کے طول پر لین میں تینوں یعنی قصر۔ توسط۔ طول۔ ۴ و ۵ مدہ کے توسط پر لین میں صرف دو یعنی قصر۔ توسط۔ ۶ مدہ کے قصر پر لین میں صرف قصر۔ اور اگر لین پہلے ہو جیسے اَلسَّیْرَ۔ اٰمِنِیْنَ۔ تو چھ اِس تفصیل سے ہیں: ۱ تا ۳ لین کے قصر پر مدہ میں تینوں یعنی طول۔ توسط۔ قصر۔ ۴ و ۵ لین کے توسط پر مدہ میں صرف دو یعنی طول۔ توسط۔ ۶ لین کے طول پر مدہ میں صرف طول۔ پس الرَّحِیْمُ۔ الرَّحِیْمِ۔ اَلْعٰلَمِیْنَ میں ضربی وجوہ تو چھتیس ہیں جن کی تفصیل اوپر درج ہو چکی ہے اور صحیح ستائیس ہیں: ۱ تا ۹ اَلرَّحِیْمِ کے اسکان کی تینوں میں سے ہر ایک پر اَلرَّحِیْمِ میں تین تین۔ سکون۔ روم۔ وصل اور ان سب میں مقدار وہی رہے گی جو اَلرَّحِیْمِ میں گذری۔ البتہ روم و وصل دونوں قصر سے ہوں گے۔ پس اَلرَّحِیْمِ کے طول پر بھی اَلرَّحِیْمِ میں تین ہیں۔ سکون۔ روم۔ وصل اور اَلْعٰلَمِیْنَ میں صرف طول ہے اور اَلرَّحِیْمُ کے توسط اور قصر پر بھی اَلرَّحِیْمِ میں یہی تینوں ہیں اور اَلْعٰلَمِیْنَ

میں توسط کے ساتھ توسط اور قصر کے ساتھ صرف قصر ہے۔ ۱۰ تا ۱۲
اَلرَّحِیْمِ کے روم پر اَلرَّحِیْمِ۔ اَلْعٰلَمِیْنَ میں اسکان کی
تینوں یکساں مقدار کے ساتھ ۱۳ تا ۱۵ اَلرَّحِیْمِ۔ اَلرَّحِیْمِ
دونوں کے روم پر اَلْعٰلَمِیْنَ میں تینوں ۱۶ تا ۱۸ اَلرَّحِیْمِ کے
روم اور اَلرَّحِیْمِ کے وصل پر اَلْعٰلَمِیْنَ میں تینوں۔ پھر وصلِ
اوّل فصلِ ثانی (یعنی صرف اَلرَّحِیْمِ کے وصل) پر چھ ہیں۔ اور
تفصیل یہ ہے: ۱۹ تا ۲۱ اَلرَّحِیْمِ کے وصل پر اَلرَّحِیْمِ۔
اَلْعٰلَمِیْنَ میں سکون کی تینوں یکساں مقدار سے۔ ۲۲ تا ۲۴ اَلرَّحِیْمِ
کے وصل اور اَلرَّحِیْمِ کے روم پر اَلْعٰلَمِیْنَ میں تینوں۔
۲۵ تا ۲۷ پھر وصلِ کل پر اَلْعٰلَمِیْنَ میں تینوں۔ اس تفصیل میں غور کرنے
سے صحیح وجوہ نکالنے کا طریقہ خوب سمجھ میں آجائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فائدہ: ۱ اگر دو وقفی مدِ عارضی اِس طرح جمع ہوجائیں کہ
دونوں میں آخری حرف کی حرکت یکساں ہونے کے بجائے دو طرح کی ہو
تو اِس صورت میں اہلِ ادا کے دو مذہب ہیں اور اکثر محققین کی رائے پر
دونوں صحیح اور اعتبار کے لائق ہیں: ۱ دونوں کی مقدار یکساں رہے۔
چونکہ دونوں دو بابوں سے ہیں اس لئے دونوں میں فرق کرنا بھی درست
ہے۔ پس اگر آخری حرف پر اوّل میں فتحہ اور ثانی میں کسرہ ہو جیسے:

الْعٰلَمِیْنَ ۔ الرَّحِیْمِ تو برابری والوں کے قول پر تو دونوں میں چار ہیں: ۱ دونوں میں طول ۔ ۲ دونوں میں توسط ۳ و ۴ اول کے قصر پر ثانی میں دو ۔ یعنی قصر و اسکان اور قصر و روم ۔ اور فرق والوں کی رائے پر چھ ہیں ۔ یعنی اول کی تینوں میں سے ہر ایک پر ثانی میں دو دو ۱ وہی جو اول میں ہے ۲ قصر و روم ۔

اور اگر اول میں کسرہ اور ثانی پر ضمہ ہو جیسے الدِّیْنِ ۔ نَسْتَعِیْنُ ۔ تو ان میں برابری والوں کی رائے پر تو سات ہیں: ۱ تا ۶ اول کے اسکان کی تینوں میں سے ہر ایک پر ثانی میں دو دو یعنی سکون و اشمام یکساں مقدار سے ۔ ۷ دونوں میں قصر و روم ۔ اور فرق والوں کی رائے پر سولہ ہیں ۔ ۱ تا ۹ اول کے اسکان کی تینوں میں سے ہر ایک پر ثانی میں تین تین یعنی ۱ سکون ۔ ۲ اشمام ۔ اور دونوں میں مقدار وہی رہے گی جو اول میں تھی ۔ ۳ قصر و روم ۔ ۱۰ تا ۱۶ اول کے قصر و روم پر ثانی میں ساتوں ۔

سترھواں سبق

اجتماعِ ساکنین (دو ساکنوں کے جمع ہونے) کا قاعدہ

اس کی دو صورتیں ہیں: اول اجتماعِ ساکنین علیٰ حدِّہٖ یہ وہ ہے

جس میں دونوں ساکن ایک کلمے میں ہوں اور ان تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی پائی جاتی ہو:۔

(۱) پہلا ساکن مدہ ہو یا لین ہو جیسے آٰلْئٰنَ اور عَیْنٓ جو مریم اور شوریٰ کے شروع میں ہے۔

(۲) دوسرا ساکن مدغم ہو جیسے شَهْرُ رَّمَضَانَ۔ فَنِعْمَّا۔

(۳) پہلا مدہ ہو یا لین ہو اور دوسرا مدغم ہو جیسے دَآبَّةٍ۔ حَآجَّ۔ هَاتَیْنِّ۔ اور اَلَّذَیْنِّ مکی کی قراءت پر۔ یہ اجتماعِ ساکنین وقف و وصل دونوں حالتوں میں درست ہے۔

دوم۔ اجتماعِ ساکنین علیٰ غیرِ حدہٖ۔ اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) دونوں ساکن ایک ہی کلمے میں ہوں اور مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے کوئی شرط بھی نہ ہو جیسے عَنْهُ۔ وَاسْتَغْفِرْهُ۔ یہ صرف وقف میں درست ہے۔

(۲) دونوں ساکن دو کلموں میں ہوں یہ کسی حالت میں بھی درست نہیں بلکہ اس صورت میں یا تو پہلے ساکن کو حذف کر دیتے ہیں یا اسکو حرکت دیدیتے ہیں۔ اور تفصیل یہ ہے کہ پہلے ساکن کی چھ قسمیں ہیں:

۱۔ مدہ یہ حذف ہو جاتا ہے جیسے: قَالَا الْحَمْدُ۔ اِذَا الشَّمْسُ۔ ذَاقَا الشَّجَرَةَ۔ فِی الْاَرْضِ۔ اَفِی اللّٰهِ۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ۔

كَفَرُوا الرُّعْبَ ۔ قَالُوا الْئٰنَ ۔ ۲ مِنْ کا نُون ۔ ۳ مقطعات کے میم کا آخری میم ، ان دونوں کو فتحہ دیتے ہیں جیسے مِنَ النَّارِ ۔ مِنَ اللّٰهِ الٓمَّ ٥ اللّٰهُ ۔ ۴ جمع کا میم ۔ ۵ وہ واؤلین جو فعل میں ہو ۔ ان دونوں کو ضمہ دیتے ہیں جیسے هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ ۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۔ دَعَوُا اللّٰهَ ۔ رَاَوُا الْعَذَابَ ۔ وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ ۔ ۶ پہلا ساکن ان پانچ کے علاوہ کوئی اور حرف ہو ۔ تنوین ہو یا کوئی اور صحیح ساکن ہو ۔ یا یائے لین ہو ۔ یا وہ واؤلین ہو جو فعل میں نہ ہو بلکہ حرف میں ہو ۔ اس قسم میں پہلے ساکن کو کسرہ دیتے ہیں اور تنوین کی جگہ ایک چھوٹا سا نون لکھ کر اس کو کسرہ دیتے ہیں اور اس کو نون قطنی کہتے ہیں جیسے اِنِ ارْتَبْتُمْ ۔ مَنِ ارْتَضٰى ۔ فَمَنِ اضْطُرَّ ۔ قَدِيْرُ ٥ نِ الَّذِىْ ۔ فَخُوْرَا ٥ نِ الَّذِيْنَ ۔ مُنِيْبِ ٥ نِ ادْخُلُوْهَا وَلَوِ افْتَدٰى ۔ اَوِ انْقُصْ ۔ اَوِ انْفِرُوْا ۔

فائدہ ۹: لَا تَاْمَنَّا (یوسف ع ۲) کو ابو جعفر کے سوا باقی نو امام اور ان کے راوی جن میں حفص بھی شامل ہیں دو طرح پڑھتے ہیں :

۱ اشمام سے اس میں نون کو تشدید اور غنہ سے ادا کرتے ہوئے ۔ اصل کی طرف اشارہ کرنے کے لئے نون کی پہلی آواز میں ہونٹوں کو پھول کی کلی کی طرح گول کر لیتے ہیں تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھ لے کہ یہاں

اصل میں دو نون تھے۔ اور ان میں سے پہلے پر پیش تھا۔

۲ روم سے اس میں لَا تَاْمَنُنَا (دو نونوں سے) پڑھتے ہیں، اور پہلے نون کے پیش کو ہلکا کرکے اس کا ایک تہائی حصہ ادا کرتے ہیں اور روم میں دوسرے نون پر تشدید بھی نہیں رہتا ——— رہے ابوجعفر سو وہ اشارے کے بغیر خالص ادغام اور تشدید سے پڑھتے ہیں

اٹھارھواں سبق

ہمزہ وصلی کا قاعدہ

یہ ہمزہ ماقبل سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں تو گر جاتا ہے اور جب اس سے ابتدا اور اعادہ کرتے ہیں تو اس پر حرکت پڑھی جاتی ہے۔ اس بنا پر ہمزہ وصلی کی حرکت کا معلوم کر لینا بھی ضروری ہے اور یہ ہمزہ فعل اور مصدر اور اسم ان تین چیزوں میں آتا ہے۔

اوّل: جو ہمزہ فعل میں ہو اس سے تیسرے حرف کی حرکت کو دیکھو۔ اگر اس پر لازمی ضمہ ہو تو ہمزہ کو ضمہ دیدو جیسے اُعْبُدُوا۔ اُقْتُلُوا۔ اُغْدُوا۔ اُخْرُجُوا۔ اُنقُصْ۔ اُضْطُرَّ۔ اُضْطُرِرْتُمْ۔ اور اگر تیسرے حرف کا ضمہ عارضی ہو اور کسرے سے بدلا ہوا ہو یا تیسرے حرف پر زبر ہو یا زیر ہو تو ان تین صورتوں میں ہمزہ کو کسرہ دو جیسے:

اِنِ امْشُوا ۔ اِعْلَمُوا ۔ اِنْفِرُوا ۔

دوم: جو ہمزہ مصدر میں ہو اس پر بھی ہمیشہ کسرہ ہی آتا ہے جیسے اِخْتِلَافًا ۔
سوم: جو ہمزہ اسم میں ہو اس کو دیکھو اگر وہ اَلْ تعریفی میں ہو تب تو اس کو ہر جگہ فتحہ دو جیسے اَلْکِتٰبُ ۔ اَلْمُفْلِحُوْنَ ۔ اَلْاَرْضِ ۔ اور اگر اُن اِسموں میں ہو جن پر اَلْ نہ ہو تو اُس کو ہر حال میں کسرہ دو اور ایسے سات اسم آئے ہیں: ۱ اِبْنَ جیسے نُوْحُ نِ ابْنَهٗ ۔ اِنَّ ابْنِیْ ۔ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ ۔ ۲ اِبْنَتَ جیسے وَمَرْیَمَ ابْنَتَ ۳ اِمْرِیءٌ ۔ اِمْرُؤٌ ۔ اِمْرَءًا جیسے لِکُلِّ امْرِیءٍ ۔ اِنِ امْرُؤٌ ۔ ۴ اِمْرَاَتُ جیسے وَقَالَتِ امْرَاَتُ ۔ اٰمَنُوا امْرَاَتَ ۔ اَوِ امْرَاَةٌ ۔ ۵ اِسْمُ جیسے بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ ۔ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ ۔ ۶ اِثْنَانِ اور اِثْنَیْنِ ۔ اِثْنَیْ ۔ اِثْنَا جیسے ثَانِیَ اثْنَیْنِ ۔ مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ ۔ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ ۷ اِثْنَتَانِ ۔ اِثْنَتَیْنِ جیسے کَانَتَا اثْنَتَیْنِ ۔ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ ۔ اور غیر قرآن میں تین اسم اور آئے ہیں: ۱ اِبْنُمٌ ۔ ۲ اِیْمُ ۳ اِسْتٌ ۔

ف: ضمیر کی ہا (هٖ ۔ هٗ) کی حرکت اور اس کے صلہ اور عدم صلہ کے قاعدے میں اگر یہ ھا کسرے اور یائے ساکنہ کے بعد ہو تب تو

اس پر کسرہ آتا ہے جیسے بِهٖ كَثِيْرًا اور فِيْهِ هُدًى اور اگر یہ ہا فتحہ اور ضمہ کے اور یار کے علاوہ کسی اور ساکن کے بعد ہو تو ان تین صورتوں میں ہا پر ہر جگہ ضمہ ہوتا ہے جیسے؛ لَهٗ وَاَنْ ۔ اَجْرُهٗ عِنْدَ ۔ وَاسْتَغْفِرْهُ ۔ فَاهُ وَمَا ۔ رَاوَدْتُهٗ زُلْفَةً ۔ رَاوَدُوْهُ عَنْ ۔ پھر اس ھا کی چار صورتیں ہیں :۔

۱ ھا کی دونوں جانبوں میں حرکت والا حرف ہو جیسے مَالُهٗ وَمَا۔ رَابِهٖ وَلَا ۔۔۔ اس صورت میں سب کے لئے صلہ ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ اگر ھا پر کسرہ ہو تو اس کے بعد یائے ساکنہ اور ضمہ ہو تو اس کے بعد واؤ ساکنہ زیادہ کر دیتے ہیں اور یہ یا اور واؤ صرف پڑھنے میں آتے ہیں لکھنے میں نہیں آتے بلکہ ھا پر کھڑا زیر یا اُلٹا پیش لگا دیتے ہیں جو ھا کے ساتھ یاء اور واؤ مدہ کے ملا دینے کی نشانی ہے اور مثالیں وہی ہیں جو ابھی گذریں۔

پس صلہ کے معنیٰ ہیں اس ھا کے بعد یاء اور واؤ مدہ کا زیادہ کر دینا۔ غرض اس قسم میں سب جگہ صلہ ہے لیکن اَرْجِهْ وَاَخَاهُ ۔ (اعراف ع ۱۴ و شعرا ع ۳) اور فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ (نمل ع ۲) میں صلہ کی بجائے ھا پر سکون ہے اور يَرْضَهُ لَكُمْ (زمر ع ۱)

میں ھا کا ضمہ ہے صلہ کے بغیر۔ پس ان تین ضمیروں میں حفص صلہ نہیں کرتے۔
اور نَفْقَهُ۔ تَنْتَهِ۔ يَنْتَهِ میں جو ھا ہے وہ ضمیر کی نہیں ہے بلکہ کلمہ کا جزو ہے۔ اِس بنا پر اس میں کسی کے لئے بھی صلہ نہیں ہے۔

۲ ھا سے پہلے ساکن ہو اور اس کے بعد حرکت ہو جیسے عَنْهُ تَلَهّٰى۔ فَاَهْلَكْتُهُ وَمَا۔ رَاٰهُ نَزْلَةً۔ رَاٰوَدُّهُ زُلْفَةً۔ رَاوَدُوْهُ عَنْ۔ فِيْهِ كَبِيْرٌ۔ لَاقِيْهِ كَمَنْ۔ حفص کے لئے اِس قسم میں صرف ایک جگہ (فِيْهٖ مُهَانًا۔ فرقان۔ ع میں) صلہ ہے اور ابن کثیرؒ پوری قسم میں صلہ کرتے ہیں۔ پس جو ھا۔ یاء ساکنہ کے بعد ہو اس کے بعد یاء مدّہ اور جو کسی اور ساکن کے بعد ہو اس کے ساتھ واؤ مدّہ زیادہ کرتے ہیں جیسے فِيْهٖ هُدًى۔ رَاٰوَهٗ زُلْفَةً۔ عَنْهُ مَالُهٗ۔

۳ ھا سے پہلے حرکت اور بعد میں سکون ہو جیسے بِهِ اللّٰهُ۔ رَبِّهِ الْاَعْلٰى۔ اس میں کسی کے لئے بھی صلہ نہیں۔

۴ ھا کی دونوں جانبوں میں سکون ہو جیسے مِنْهُ النَّهَارَ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى۔ اِس میں بھی سب کے لئے صلہ کا ترک ہے لیکن بزی صرف عَنْهُ تَلَهّٰى میں صلہ کرتے ہیں حالانکہ ان کی قرات پر اس میں ھا کے دونوں طرف سکون ہے۔

اُنیسواں سبق

وہ الفات جو وصل میں حذف ہو جاتے ہیں اور وقف میں پڑھے جاتے ہیں

۱۔ اَنَا کا (یہ متکلم کی ضمیر ہے) لیکن اَلْاَنَامِلَ۔ وَاَنَاسِیَّ۔ مَنْ اٰنَابَ وَاَنَابُوْ۔ لِلْاَنَامِ کا الف ہر حال میں پڑھا جاتا ہے، کیونکہ ان میں اَنَا متکلم کی ضمیر نہیں ہے۔ ۲۔ لٰكِنَّا (کہف ع ۵) ۳۔ اَلظُّنُوْنَا۔ ۴۔ اَلرَّسُوْلَا۔ ۵۔ اَلسَّبِيْلَا تینوں (احزاب ع ۱ و ع ۸ میں) ۶۔ سَلٰسِلَا۔ ۷۔ پہلا قَوَارِيْرَا۔ دونوں (دہر ع ۱ میں) لیکن ان میں سے سَلٰسِلَا میں وقفاً الف کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں درست ہیں۔ ۸۔ فَخُوْرًا نِ الَّذِيْنَ۔ جَمِيْعًا نِ الَّذِيْنَ۔ خَبِيْرًا نِ الَّذِىْ جیسی مثالوں کا وہ الف جو نون قطنی سے پہلے لکھا ہوا ہوتا ہے اس کو بھی صرف وقف میں پڑھنا چاہیے۔ رہا وصل سو اس میں اس الف کو بالکل نہ پڑھیں۔

دو بائیس کلمات جن کا الف نہ تو وصل میں پڑھا جاتا ہے اور نہ وقف میں

۱ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِىْ بقرہ ع ۳۱	۱۲ ثَمُوْدَا ہود ع ۶ — فرقان و عنکبوت ع ۴ نجم ع ۳
۲ اَفَائِنْ مَّاتَ آل عمران ع ۱۵	۱۳ لِتَتْلُوَا رعد ع ۴
۳ اَفَائِنْ مِّتَّ انبیاء ع ۳	۱۴ لَنْ نَّدْعُوَا کہف ع ۲
۴ لَاۡاِلَى اللّٰهِ آل عمران ع ۱۷	۱۵ اَنْ اَتْلُوَا نمل ع ۷
۵ لَاۡاِلَى الْجَحِيْمِ صٰفّٰت ع ۲	۱۶ لِيَرْبُوَا روم ع ۴
۶ وَلَاۡاَوْضَعُوْا توبہ ع ۷	۱۷ و ۱۸ لِيَبْلُوَا - وَنَبْلُوَا - محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ع ۱ و ع ۴
۷ لَاۡاَذْبَحَنَّهٗ نمل ع ۲	۱۹ لِشَاۡیْءٍ کہف ع ۴
۸ لَاۡاَنْتُمْ حشر ع ۲	۲۰ مِائَةٍ مِائَتَيْنِ جہاں بھی آئیں
۹ اَنْ تَبُوْٓءَا مائدہ ع ۵	۲۱ دوسرا قَوَارِيْرَا دہر ع ۱
۱۰ مِنْ نَّبَاۡئِ انعام ع ۴	
۱۱ مَلَائِهٖ چھ جگہ اعراف ع ۱۳ یونس ع ۸ ہود ع ۹ مومنون ع ۳ قصص ع ۴ - زخرف ع ۵	
۱۲ وَمَلَائِهِمْ یونس ع ۹	

بیسواں سبق

مُفید معلومات از کتابُ الوحید

(۱) تجوید کا حکم یہ فرضِ عین ہے۔

(۲) اس کا موضوع قرآن پاک کے الفاظ ہیں کیوں کہ تجوید میں انہی کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

(۳) اس کا فائدہ دونوں جہان کی کامیابی ہے۔

(۴) اس کی غایت زبان کو غلط پڑھنے سے بچانا ہے۔

(۵) اس کے رکن چار ہیں: ۱ مخارج ۲ صفات۔ ۳ مل کر آنے کی صورت میں حروف کے قواعد ان تینوں چیزوں کا جاننا۔ ۴ زبان سے مشق کرنا اور معتبر اور ماہر شیخ سے سیکھنا۔

۵ تجوید کے مراتب یہ تین ہیں:۔

(۱) ترتیل و تحقیق: آہستہ اور اطمینان سے اور مدات کو پوری مقدار سے پڑھنا۔

(۲) تدویر: حروف اور مدات وغیرہ کو درمیانی رفتار سے پڑھنا جس میں نہ بہت آہستگی ہو اور نہ زیادہ تیزی ہو۔

(۳) حدر: تیزی سے پڑھنا اور مدات کو کم کھینچنا لیکن اتنی

تیزی نہ ہو جس سے حروف کے حقوق بھی ادا نہ ہو سکیں۔

(۶) مخرج: کسی چیز کے نکلنے کا موقع یعنی حرف کے نکلنے کی جگہ۔

(۷) حرف کنارہ: یعنی وہ آواز جو کسی محقق اور معین یا مقدر اور غیر معین مخرج سے تعلق رکھے۔

(۸) مخرجوں کے موقعے پانچ ہیں: ۱ حلق، اس میں تین ہیں: ۲ زبان، اس پر دس ہیں۔ ۳ دونوں ہونٹ، ان میں دو ہیں۔ اور یہ تینوں موقعے محقق مخرجوں کے ہیں۔ ۴ جوف، مُنہ کے خالی حصے کی ہوا، اس میں ایک ہے۔ ۵ خیشوم، ناک کا بانسہ، اس میں ایک ہے اور یہ دونوں موقعے مقدر مخرج کے ہیں۔

(۹) حروف کے القاب، یہ دس ہیں: (۱) ہمزہ۔ ہا۔ عین۔ حا۔ غین۔ خا حلقی ہیں۔ (۲) قاف و کاف لہوی اور لہاتی ہیں، کیونکہ یہ دونوں لہات (کوّے) کے پاس سے نکلتے ہیں۔ (۳) جیم شین، یا شجریہ ہیں یعنی مُنہ کے پھیلاؤ کی جگہ والے۔ (۴) ضاد، حافیہ ہے یعنی کروٹ والا۔ (۵) لام۔ نون۔ را، طرفیہ اور ذلقیہ ہیں، یعنی زبان کی نوک والے۔ (۶) طا۔ دال۔ تا نطعیہ ہیں یعنی غار کے پاس سے نکلنے والے۔ (۷) ظا۔ ذال۔ ثا۔ لِثَوِیَہ ہیں یعنی مسوڑھوں کے پاس سے نکلنے والے اور وہ دانتوں

کی نوک ہے۔ (۸) زا۔ سین۔ صاد۔ اسلیہ یعنی زبان اور دانتوں کی تیزی کی جگہ (نوکوں) سے نکلنے والے۔ (۹) فا۔ با۔ میم۔ واؤ۔ شفویہ یعنی ہونٹوں سے نکلنے والے۔ (۱۰) حروفِ مدہ جوفیہ اور ہوائیہ ہیں۔ یعنی مُنہ کے خالی حصّے اور اس کی ہوا سے نکلنے والے۔

⑩ قوی اور ضعیف صفات:

جہر۔ شدت۔ استعلا۔ اطباق۔ اصمات۔ صفیر۔ قلقلہ۔ انحراف تکریر۔ تفشّی۔ استطالت یہ گیارہ قوی اور باقی ضعیف ہیں۔

⑪ جو لؔ فعل میں ہو اُس کا صرف لآم اور رآ میں ادغام ہوتا ہے جیسے قُل رَّبِّ۔ قُلْ لَّكُمْ۔

⑫ مدِّ صلہ: ضمیر کی کسرے والی ھا کے ساتھ یا مدہ کا اور ضمے والی ھا کے ساتھ واؤ مدہ کا زیادہ کردینا پھر اگر اس یا اور واو کے بعد ہمزہ نہ ہو تو اس مدہ کا نام صلۂ قصیرہ ہے جیسے بِهٖ كَثِيْرًا۔ اَجْرُهٗ عِنْدَ اور اگر اس کے بعد ہمزہ بھی ہو تو پھر اس کا نام صلۂ طویلہ ہے جیسے بِهٖٓ اَنْ۔ لَهٗٓ اِلَيْهِ۔

⑬ مدِّ فرق: استفہام کو خبر سے جُدا کرنے کے لئے ہمزۂ وصلی کو الف مدہ سے بدل دینا اور اس میں مدّ لازم کرنا یہ حفص کی روایت پر تو ءٰٓالذَّكَرَيْنِ۔ ءٰٓاللّٰهُ۔ ءٰٓالْـٰٔنَ ان تین میں ہے۔

اور ابو عمرو۔ ابو جعفر کی قرات پر آلسِّحْرُ (یونس ع) میں بھی ہے۔

(۱۴) مدّ لازم کلمی مثقّل جس میں مدہ اور سکون ایک کلمے میں جمع ہوں اور مدہ کے بعد تشدید بھی ہو جیسے دَآبَّةٍ۔

مدِ لازم کلمی مخفف جس میں مدہ اور سکون لازم دونوں کلمے میں ہوں اور تشدید نہ ہو۔ جیسے آلْئٰنَ۔

مدِ لازم حرفی مُثقّل جس میں مدہ اور سکونِ لازم دونوں مقطعات میں کے کسی حرف میں ہوں اور تشدید بھی ہو۔

مدّ لازم حرفی مخفّف جس میں مدہ اور سکونِ لازم یا لین اور سکون لازم دونوں مقطعات میں کے کسی حرف میں ہوں اور تشدید نہ ہو جیسے الٓمٓ اس میں حرفی مثقّل و مخفف دونوں جمع ہیں اور جیسے عٓیْنٓ اس میں مدِ لین لازم حرفی مخفف ہے۔

(۱۵) مقطّعات، چودہ ہیں جو صِلْهُ سُحَيْرًا مَنْ قَطَعَكَ میں یا حَرْسَصَا۔ طَعُقَكَلَمَ۔ نَهْيٌ میں جمع ہیں، پھر ان کی چار قسمیں ہیں: ۱ وہ جن میں صرف مدِ اصلی طبعی ذاتی ہے جس کو قصر بھی کہتے ہیں اور وہ پانچ ہیں جو حَـرُطَهَىَ میں جمع ہیں۔ ۲ وہ جن میں مد اصلی اور فرعی دونوں ہیں اور صرف طول ہے اور وہ سات ہیں جو سَصُ كَقُلَمَنَ میں جمع ہیں۔

۳ وہ جس میں طول توسط قصر تینوں ہیں اور طول اولیٰ ہے پھر توسط ہے اور قصر ضعیف ہے اور وہ عَیْنٌ ہے۔ ۴ وہ جس میں نہ مدِ طبعی ہے اور نہ فرعی اور وہ الف ہے۔

فصل

ممیز و مشترک صفات کی تعداد کے اجمالی بیان میں

① ھمزہ اور ھا چار صفتوں میں مشترک اور ایک ایک صفت میں ہر ایک دوسرے سے جُدا ہے اور وہ صفت ان دونوں کے لئے ممیز ہے یعنی ہمزہ کے لئے جہر اور ہا کے لئے ہمس ہے۔

② عین اور حا تین میں مشترک اور دو دو میں جدا ہیں۔

③ غین و خا چار میں مشترک اور ایک میں جدا ہیں۔

④ قاف و کاف تین میں مشترک اور قاف تین میں، اور کاف دو میں جدا ہے۔

⑤ جیم ۔ شین ۔ یا ۔ اِن میں سے جیم اور شین تین میں مشترک اور تین تین میں جُدا ہیں ۔ اور جیم اور یا چار میں مشترک اور دو دو میں جُدا ہیں ۔ اور شین اور یا بھی چار میں مشترک اور

دو میں جدا ہیں۔

⑥ ضاد و ظا پانچ میں مشترک ہیں اور صرف ایک میں ضاد ظا سے جدا ہے اور دونوں میں دوسری جدائی مخرج کی ہے۔

⑦ لام ۔ نون ۔ را ۔ ان میں سے لام اور نون پانچ میں مشترک ہیں اور صرف ایک میں لام نون سے جدا ہے لام را چھ میں مشترک اور صرف تکریر میں را لام سے جدا ہے اور نون و را پانچ میں مشترک اور دو میں را نون سے جدا ہے۔

⑧ طا ۔ دال ۔ تا ۔ ان میں سے طا اور دال چار میں مشترک اور دو دو میں جدا ہیں اور طا اور تا دو میں مشترک اور طا چار میں اور تا تین میں جدا ہے۔ دال اور تا چار میں مشترک اور دال دو میں اور تا ایک میں جدا ہے۔

⑨ ظا ۔ ذال ۔ ثا ان میں سے ظا اور ذال ۔ تین میں مشترک اور دو دو میں جدا ہیں۔ اور ظا اور ثا دو میں مشترک اور تین میں جدا ہیں اور ذال و ثا چار میں مشترک اور ایک میں جدا ہیں۔

⑩ زا ۔ سین ۔ صاد ان میں سے زا اور سین پانچ میں مشترک اور ایک ایک میں جدا ہیں اور زا اور صاد تین میں مشترک اور تین میں جدا ہیں۔ اور سین و صاد چار میں مشترک اور

دّو میں جدا ہیں۔

(۱۱) فا۔ با۔ میم۔ واؤ۔ ان میں سے فا اور با تین میں مشترک ہیں اور فا دّو میں اور با تین میں جدا ہے۔ اور فا اور میم تین میں مشترک اور دّو میں جدا ہیں اور فا اور واؤ تین میں مشترک اور فا دّو میں اور واؤ تین میں جدا ہے اور با اور میم چار میں مشترک اور با دّو میں اور میم ایک میں جدا ہے اور با اور واؤ تین میں مشترک اور تین میں جدا ہیں اور میم اور واؤ تین میں مشترک اور میم دّو میں اور واؤ تین میں جدا ہے۔

(۱۲) حروفِ مدّہ۔ مدّہ ہونے کی حالت میں پانچوں میں مشترک ہیں اور ممیز الف میں بلندی یا میں پستی واؤ میں پھیلاؤ ہے۔

(۱۳) حروفِ مدّہ زمانی ہیں کہ ان کے ادا کرنے میں وقت کا کچھ حصّہ صرف ہوتا ہے۔ اور حروفِ شدیدہ آنی ہیں جو آن کی آن میں اور فوراً ادا ہو جاتے ہیں اور ضاد قریب بزمانی ہے جس کے ادا کرنے میں مدّہ سے کم وقت لگتا ہے اور باقی سترہ حروف قریب بآنی ہیں جن کے ادا کرنے میں شدیدہ سے قدرے زیادہ دیر لگتی ہے۔

تحفۃ المبتدی (از مولینا قاری محب الدین صاحب الٰہ آبادی)

ضروری فوائد — از — ہدیۃ الوحید

① وَيَبْصُطُ (بقرہ ع ۳۲) بَسْطَةً (اعراف ع ۹) دونوں میں صرف سین اور اَلْمُصَيْطِرُوْنَ (طور ع ۲) میں سین و صاد دونوں اور بِمُصَيْطِرٍ غاشیہ میں صرف صاد ہے۔

② روم ع ۶ میں ضُعْفٍ دو جگہ اور ضُعْفًا ایک جگہ ہے ان تینوں میں حفص کے لئے ضاد کا ضمہ اور فتحہ دونوں ہیں۔

③ فاتحہ کے سات سکتے۔ بعض ناواقف کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں سات جگہ سکتہ کرنا چاہیے: ۱۔ اَلْحَمْدُ کے دال پر۔ ۲۔ لِلّٰهِ کی ہا پر۔ ۳۔ مٰلِكِ۔ ۴۔ اِيَّاكَ۔ ۵۔ وَاِيَّاكَ ان تینوں کے کاف پر۔ ۶۔ اَنْعَمْتَ کی تا پر۔ ۷۔ اَلْمَغْضُوْبِ کی با پر، کیونکہ اگر ان پر سکتہ نہیں کریں گے تو پھر ان حرفوں کے بعد والے حروف کے ساتھ ملنے سے شیطان کے سات نام بن جائینگے اور وہ دُلِلْ۔ هِرَبْ۔ كِيوْ۔ كَنَعْ۔ كَنَسْ۔ تَعَلَى۔ بِعَلَىٰ ہیں۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ خودساختہ اور گھڑی ہوئی بات ہے نقل سے اس کا ثبوت بالکل نہیں ملتا۔

④ اَنْعَمْتَ۔ اَلْمَغْضُوْبِ۔ جَعَلْنَا۔ ضَلَلْنَا میں

نوؔن اور میؔم اور غینؔ اور لاؔم کے سکون کو خوب احتیاط سے ادا کرنا چاہئے اور اس کی صورت یہ ہے کہ ان کا سکون ادا کرنے کے بعد مخرج کو نرمی اور آہستگی سے کھولیں ورنہ اس کے خلاف کرنے سے سکون حرکت سے بدل جائے گا یا ان حروف میں قلقلہ کی صفت آجائے گی اور وَلَقَدْ اور اِقْتَرَبَ میں بھی داؔل و قاؔف کے قلقلے کو اسی طرح ادا کریں کہ دوسری آواز تو آئے لیکن داؔل وقاؔف پر حرکت نہ آنے پائے۔

⑤ اظہار کے موقعوں میں مثلین و متجانسین اور متقاربین کو بھی خیال سے ادا کریں ورنہ اظہار کے بجائے ادغام ہو جائے گا۔

⑥ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ (حجرات ع ۲) میں لاؔم کو زیر دیکر پڑھیں اور لاؔم سے پہلے اور اس کے بعد کے دونوں الفوں کو بالکل نہ پڑھیں اور اس میں ظاہراً نقل ہے۔ کیونکہ دیکھنے میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمزہ کی حرکت لام پر آگئی ہے لیکن حقیقتاً نقل نہیں ہے کیونکہ اِسْمُ کا ہمزہ تو وصلی ہونے کے سبب اپنی حرکت سمیت حذف ہوگیا ہے اور لاؔم پر جو کسرہ ہے وہ اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے آیا ہے۔

⑦ **پورے قرآن مجید کا ایک جلد میں جمع ہونا**

تمام قرآن تین بار لکھا گیا:۔

پہلی بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور اس کی صورت یہ تھی کہ جب کوئی آیت یا کئی آیتیں یا کوئی سورت اُترتی تھی تو آپؐ حضرت زیدؓ کو بُلا کر اس کو لکھوا دیتے تھے اور وہ کسی آیت کو کاغذ کے ٹکڑے پر اور کسی کو ہڈی پر اور کسی آیت کو کھجور وغیرہ کی لکڑی پر اس طرح مختلف چیزوں پر لکھ لیتے تھے۔ اور اس ذریعے تمام قرآن آپؐ کے زمانے ہی میں محفوظ ہو گیا تھا لیکن اصل دارومدار حفظ پر تھا یعنی اکثر صحابہ بغیر دیکھے ہی پڑھتے تھے اور اپنے سینوں میں قرآن کو محفوظ رکھتے تھے۔ پھر:-

دُوسری بار حضرتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جمع کیا گیا جس کا سبب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب (جھوٹے نبی) نے لوگوں کو گمراہ کرنا شروع کیا اس پر صحابہؓ نے اُس سے جہاد کیا اور کافی جانیں تلف ہونے کے بعد اس کا وقت آیا اور وہ مارا گیا اور اس جنگ میں پانچ سو کے قریب قرآن مجید کے حفاظ شہید ہو گئے۔ اس پر جناب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے قراء کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے اس لئے آپ قرآن کو مختلف چیزوں میں سے نقل کرا کر ایک جگہ جمع کرا دیجئے' فرمایا میں وہ کام کس طرح کروں

جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو خود کیا اور نہ اُس کے لئے حکم فرمایا۔
غور کا مقام ہے کہ یہ حضرات دین میں بدعت اور نئی بات کے پیدا کرنے سے کس قدر ڈرتے تھے کہ قرآن کا جمع کرنا جس پر سارے دین کی بنیاد ہے اُس میں بھی اُن کو یہ دہشت تھی کہ کہیں یہ بدعت تو نہ ہو اس پر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وَاللّٰہِ هُوَ خَیْرٌ خدا کی قسم یہ تو بہتر ہی بہتر ہے بدعت قطعاً نہیں ہے۔ اس پر آپ نے قرآن کے پہلے کاتب زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ خدمت ان کے سپرد کی، موصوف نے بھی پہلے بہت اندیشہ ظاہر کیا۔ پھر شیخین کے اصرار پر ہمت کی کمر باندھی اور قرآن کو اس کی تمام قرأتوں سمیت یکجا جمع کر دیا۔ لیکن اس بار بھی تمام قرآن ایک جلد میں جمع نہیں ہوا بلکہ صحیفوں اور اوراق کی شکل میں محفوظ ہو گیا تھا، پھر یہ صحیفے جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک اُن کے پاس رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حفاظت میں آئے اور ان کی وفات کے بعد حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ پھر

تیسری بار عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پورا قرآن ایک جلد میں جمع کیا گیا اور اُس کی صورت یہ ہوئی کہ قرآن کے پڑھنے والے آپس میں اختلاف کرنے لگے اور جو جملے نبیؐ نے تفسیر اور

مطلب کے طور پر فرمائے تھے بعض نے اُن کو بھی قرآن کہنا شروع کر دیا۔ اور ہر ایک یہ کہتا تھا کہ میری قرات عمدہ تر ہے یہاں تک کہ آذربیجان اور آرمینیہ کا جہاد پیش آیا جس میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے جب موصوف نے قرآن کے الفاظ میں اختلاف والی گفتگو سُنی تو گھبرائے ہوئے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قرآن کی حفاظت کا انتظام کیجئے ورنہ لوگ تورات وانجیل کی طرح اس میں بھی اختلاف پیدا کر دیں گے اور کچھ مضمون اپنی طرف سے بھی شامل کر دیں گے، اس پر آپ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے صدیقی عہد کے سب صحیفے منگوائے اور صحابہ کی ایک جماعت کو اس کام پر مقرر کیا کہ پورا قرآن ایک جلد میں نقل کر دیں اور حضرت زیدؓ کو ان سب کا سردار بنا دیا۔ اس پر ان حضرات نے پورے قرآن کے کئی نسخے تیار کئے جو ایک روایت پر پانچ اور دوسری روایت پر آٹھ تھے اور بڑے بڑے شہروں (کوفہ۔ بصرہ۔ شام۔ مکہ۔ بحرین یمن) میں ایک ایک نسخہ روانہ فرمایا اور ایک نسخہ مدینہ والوں کو عنایت فرمایا اور ایک جلد خاص اپنی تلاوت کے لئے رکھ لی۔ اور اسی قرآن کو امام کہتے ہیں۔ اور حکم بھیج دیا کہ اِن قرآنوں کے سوا جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے اس کو جلا دیں اور سب ان ہی قرآنوں کے موافق پڑھیں

اور ان قرآنوں کو صحابہ نے نقطوں اور حرکتوں سے خالی رکھا تھا تاکہ ایک ہی قرآن سے وہ سب قراءتیں نکل سکیں۔ جو ان حضرات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی تھیں۔ اس وقت سے یہ بات ضروری قرار دیدی گئی کہ اب جو کوئی بھی قرآن لکھے اس کی رسم اور لکھائی مصحف امام کے موافق ہونی چاہیئے پھر حجاج ابن یوسف کے زمانے میں نقطے اور حرکتیں لگائی گئیں۔ مزید تفصیل کے لئے بڑی کتابوں (نشر وغیرہ) کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں درازی کے خوف سے اسی پر بس کی جاتی ہے۔

⑧ قراءت کے تعلم کے لئے عثمانی قرآنوں کی رسم کا اور بالخصوص مقطوع وموصول کا اور تائے تانیث کی اُس تا کا جاننا بھی ازبس ضروری ہے جو ھا کی شکل میں لکھی ہوئی نہیں ہے بلکہ تا کی شکل میں ہے تاکہ ضرورت کے وقت دو مقطوع کلمات میں سے دونوں پر اور موصول میں سے صرف دوسرے پر وقف کریں اور اسی طرح دراز تا پر حفص کے لئے تا سے وقف کریں۔ پس رسم کا علم حاصل کئے بغیر قراءت میں مہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔

⑨ تجوید کا سیکھنا فرض ہے اور دلیل یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید کو تجوید وترتیل ہی کے ساتھ اتارا ہے اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچا ہے اور اس سے نکل آیا کہ جو کوئی

قرآن کو تجوید کے خلاف پڑھتا ہے وہ قرآن کے علاوہ کوئی اور کتاب پڑھتا ہے پس جب تجوید کے ترک کرنے سے قرآن قرآن نہیں رہتا تو اس کا فرض اور ضروری ہونا ظاہر ہے۔

⑩ حفص کے لئے اَیُّهَا میں تین جگہ (نورع۔ زخرف ع۔ رحمٰن ع میں) الف کے بغیر وقف ہے اور اَیُّهْ ہے اور باقی سب موقعوں میں الف سے وقف ہے اور اَیُّهَا ہے۔

⑪ حفص کے لئے صرف ایک جگہ مَجْرٖىهَا ہود ع میں امالہ ہے

⑫ جن چودہ حروف میں اَلْ تعریفی کا ادغام ہوتا ہے اُن کو شمسیہ کہتے ہیں اور اس نام کی وجوہ دو ہیں۔ ۱ یہ حروف اس بات میں اَلشَّمْسِ کے شین کی طرح ہیں کہ جس طرح لام کا اِس شین میں ادغام ہوتا ہے اسی طرح ان سب حروف میں بھی ادغام ہی ہوتا ہے۔ ۲ یہ حروف اس صفت میں شمس (سورج) کی طرح ہیں کہ جس طرح سورج کے نکلنے سے تارے غائب ہو جاتے ہیں اسی طرح شمسی حروف کے آنے سے لام بھی ان میں مدغم ہو جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے۔ اور جن ۱۴ چودہ حروف سے پہلے اَلْ کے لام کا اظہار ہوتا ہے ان حروف کو قمریہ کہتے ہیں اور اس کی وجوہ بھی دو ہیں ۱ یہ حروف اس بات میں وَالْقَمَرِ کے قاف کی طرح ہیں کہ جس طرح اس قاف

سے پہلے لآم کا اظہار ہوتا ہے اسی طرح ان تمام حروف سے پہلے بھی اظہار ہی ہوتا ہے۔ ۲ یہ حروف اس بات میں قمر (چاند) کی طرح ہیں کہ جس طرح چاند کے نکلنے سے ستارے ظاہر رہتے ہیں اور چھپتے نہیں اسی طرح قمری حروف کے آنے سے بھی لآم ظاہر ہی رہتا ہے' اور بعض حضرات ان حروف کے بجائے خود لام کو شمسیہ اور قمریہ کہتے ہیں اور وجوہ یہاں بھی وہی ہیں جو گذریں۔

(۱۳) فتحہ مُنہ اور آواز کے کھلنے سے اور کسرہ مُنہ اور آواز کی نیچائی سے اور ضمہ دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے ادا ہوتا ہے پس ان تینوں میں سے ہر ایک میں دوسری حرکت کی کیفیت وحالت پیدا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ فتحہ پستی پیدا کرنے کی صورت میں کسرہ کی طرف اور ہونٹوں کے ملانے کی صورت میں ضمہ کی طرف مائل ہو جائے گا اور اسی طرح کسرے میں مُنہ اور آواز کے کھُل جانے سے فتحہ کا اور ہونٹوں کے مل جانے سے ضمے کا اثر آجائے گا اور اسی طرح ضمے میں مُنہ اور آواز کے کھُلنے سے فتحہ کا اور ان دونوں کی پستی سے کسرہ کا اثر آجائے گا۔

خلاصہ یہ کہ جب کسی حرکت میں دوسری کی کیفیت پیدا کردیں گے تو وہ خالص ایک حرکت نہیں رہے گی بلکہ دو حرکتوں سے

مرکب ہوکر ادا ہوگی یعنی دونوں کا کچھ کچھ حصّہ آجائے گا۔ خوب سمجھ لو۔

⑮ **معروف اور مجہول حرکتیں:** معروف حرکت وہ ہے جو کامل اور خالص اور عمدہ اور ہلکی ہو جس کو سننے والا صفائی کے ساتھ سمجھ لے کہ اس نے فلاں حرکت ادا کی ہے اور اس کو دوسری حرکت کا شبہ بالکل نہ رہے۔ اور مجہول حرکت وہ ہے جو ناقص ہو اور لطیف طبیعت پر اس کے سننے سے گرانی ہوتی ہو اور سننے والا یہ بات صفائی سے نہ سمجھ سکے کہ اس نے کون سی حرکت ادا کی ہے۔ یاد رکھیں کہ عرب کے کلام میں اور خصوصاً قرآن میں تینوں حرکتیں معروف ہی ہیں عربی میں مجہول حرکت قطعاً نہیں ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ علمی طبقے میں بھی مجہول کے بجائے معروف حرکات کے ساتھ اجنبیت کا برتاؤ کیا جاتا ہے اگر کوئی صاحب حدیث میں معروف حرکات پڑھتے ہیں تو دوسرے طلباء ان کا مذاق اڑاتے ہیں اللہ رحم فرمائے۔

⑯ حرکت کو سکون کی اور سکون کو حرکت کی طرح ادا کرنے سے بچنا ضروری ہے پس ساکن حرف کی آواز میں مخرج کو جنبش نہ ہو ورنہ وہ قلقلے والا یا حرکت والا بن جائے گا۔

⑰ کاف اور تاء کے ساتھ ہا اور ہمزہ اور نون کی آواز پیدا کرنے سے بھی بچنا ضروری ہے پس کاف و تاء کے ادا کرنے میں منہ کو بھینچنے اور

دبانے سے بچیں تاکہ یہ تینوں حروف پیدا نہ ہوں اور مقصد یہ ہے کہ حروف کو تکلف اور بناوٹ کے بغیر لطافت وعمدگی سے ادا کریں اور افسوس ہے کہ بے فکری اور بے پرواہی کے سبب اس قسم کی غلطیاں وہ حضرات بھی کرتے ہیں جو بفضلہ تعالیٰ صحیح پڑھنے پر بھی قادر ہیں چنانچہ کل بتاریخ تیرہ ۱۳ شعبان بروز اتوار ایک امام صاحب نے مغرب کی نماز پڑھائی تو بعض جگہ تو کاف اور تاء کو صحیح ادا کیا اور کئی جگہ ان دونوں میں ہاء کی آواز ملا کر ان دونوں کو ہندی زبان کا حرف بنا دیا چنانچہ اَرَءَیْتَھ الَّذِیْ اور کَذٰلِکھ الَّذِیْ پڑھتے تھے۔ حق تعالیٰ شانہٗ صحیح فکر نصیب فرمائے۔

(۱۸) ساکن کے بعد ہمزہ آئے تو وہاں نقل سے اور اس ساکن کو مشدد بنا دینے سے بچنا چاہئے پس قَدْ اَفْلَحَ اور یَسْئَلُوْنَ کو اسی طرح صفائی سے ادا کریں اور نہ تو قَدَ افْلَحَ۔ یَسَلُوْنَ پڑھیں، اور نہ قَدَّ افْلَحَ۔ یَسَّلُوْنَ بنادیں۔

(۱۹) ذیل کی بارہ ۱۲ صورتوں میں حروف کو پوری احتیاط سے ادا کریں۔

۱۔ ہمزہ۔ ہاء۔ عین۔ حاء۔ چاروں اکیلے اکیلے آرہے ہوں جیسے بَأْسٌ۔ بِئْسَ۔ یُؤْمِنُوْنَ۔ مَھْدًا۔ ھُدًی۔ عَابِدٌ۔ اَلْعٰلِمُوْنَ۔ یَحْفَظُوْنَهٗ۔ حَافِظٌ۔ ۲۔ دو ہمزہ جمع ہوں جیسے ءَاَنْذَرْتَھُمْ۔ اَئِنَّكَ۔ اَؤُنْزِلَ۔ ۳۔ ہاء ہمزہ اور حاء تینوں جمع ہوں جیسے اللّٰهُ اَحَدٌ۔

۴ ہمزہ۔عین۔ ہاء یکجا ہوں جیسے اَلَمۡ اَعۡهَدۡ۔ ۵ ہاء پر تشدید ہو جیسے مَهَّدۡتُّ۔ ۶ عین پر تشدید ہو جیسے فَعَّالٌ۔ وَ نِعِمَّا۔ يَدُعُّ۔ يُدَعُّوۡنَ۔ دَعًّا۔ ۷ عین و ہاء ہوں جیسے عَهِدَ۔ عَهِدۡنَا۔ ۸ حاء اور عین ہوں جیسے جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ۔ ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ لَا يُصۡلِحُ عَمَلَ۔ اور زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ۔ ۹ حاء اور ہاء ہوں جیسے بِمُزَحۡزِحِهٖ۔ ۱۰ مدّہ اور عین ہوں جیسے لَفِيۡ عِلِّيِّيۡنَ۔ ۱۱ حاء اور ہاء ہوں جیسے سَبِّحۡهُ۔ ۱۲ ہاء اور حاء ہوں جیسے قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ۔

(۲۰) اور اسی طرح ان حروف کو بھی خوب خیال سے ادا کریں:

۱ ضاد اور ظاء ہوں جیسے يَعَضُّ الظَّالِمُ۔ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ۔ ۲ ضاد اور طاء ہوں جیسے اَضۡطَرُّهٗ۔ اُضۡطُرَّ۔ مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ۔ ۳ ضاد اور تاء ہوں جیسے اَفَضۡتُمۡ۔ ۴ ظاء اور تاء جیسے اَوَعَظۡتَ۔ ۵ دو ھا ہوں جیسے جِبَاهُهُمۡ۔ وُجُوۡهُهُمۡ۔ ۶ دو عین ہوں جیسے لَآ اُضِيۡعُ عَمَلَ۔ فَطُبِعَ عَلٰى۔

(۲۱) ضاد بھی ایک مستقل حرف ہے نہ یہ ظاء ہے نہ دال نہ ظاد۔ نہ دواد۔ نہ ذواد۔ نہ زواد ہے پس اس کو تمام صفات سمیت اس کے مخرج سے بالکل صحیح ادا کرنا چاہئے اور جب اس کو پوری رعایت سے ادا کرتے ہیں تو اسکی آواز کسی قدر ظاء کے مشابہ ہوتی ہے نہ کہ خالص ظاء جس طرح دوسرے علوم

خود بخود حاصل نہیں ہوتے اسی طرح تجوید کا علم بھی اُستاد سے سیکھے بغیر نہیں آسکتا۔

(۲۲) جتنے حروف پر ہیں ان کو اتنا زیادہ پُر نہ کریں کہ زیر، زبر کی طرح اور زبر پیش کی طرح ہو جائے یا زبر کے بعد والا الف واؤ کی طرح ہو جائے نیز باریک حرف کو اتنا زیادہ باریک نہ کریں جس سے امالہ یا تقلیل کی حد تک پہنچ جائے۔

(۲۳) ہمزہ میں سختی ہے اس لئے اس کو خوب مضبوطی سے ادا کریں لیکن یہ نہ ہو کہ ناف بھی ہل جائے جیسا کہ ناواقفوں میں مشہور ہے۔

(۲۴) فاؔ اور ہاؔ ضعیف ترین حروف ہیں اس لئے دونوں کو خیال سے ادا کریں نہ تو اتنی زیادہ نرمی ہو کہ یہ غائب ہو جائیں اور نہ فاؔ میں زیادہ ہوا نکالیں۔

(۲۵) عینؔ اور حاؔ کے ادا کرنے میں اتنا زور نہ لگائیں کہ گلا گھُٹ جائے کیونکہ ایسا کرنے سے ان میں نرمی اور عمدگی نہیں رہتی۔

(۲۶) غنّہ کی مقدار ایک الف کے برابر ہے پس جو حضرات اس سے زیادہ کھینچتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

(۲۷) جب بہت سے حروفِ مدّہ جمع ہو جائیں تو سب کو خیال سے ادا کریں اور کسی ایک کو بھی غائب نہ ہونے دیں۔

(۲۸) جب عَدُوًّا اور اِلَیَّ۔ بِمُصْرِخِیَّ جیسی مثالوں میں تشدید والے واؤ اور یا پر وقف کریں تو تشدید کو خیال سے ادا کریں ورنہ تخفیف ہو کر ایک حرف کم ہو جائے گا۔

(۲۹) جب حرکت والے دو ہمزہ جمع ہو جائیں تو حفص کی روایت میں دونوں کو تحقیق اور سختی سے ادا کریں نہ کہ تسہیل سے کیونکہ ان کے لئے تسہیل تو صرف چار کلمات میں ہے جو صفاتِ عارضہ میں لا میں درج ہو چکے ہیں اور اسی طرح تَأْلَمُوْنَ۔ شِئْتُمْ۔ یُؤْمِنُوْنَ وغیرہ میں ہمزہ کا الف یا واؤ سے ابدال بھی نہ کریں جیسا کہ غور سے کام نہ لینے والے حضرات شَاْنٍ اور یُؤْمِنُوْنَ کے بجائے شَانٍ اور یُوْمِنُوْنَ پڑھ دیتے ہیں۔

(۳۰) لَنَسْفَعًا اور وَلَیَکُوْنًا میں نون خفیفہ ہے لیکن چونکہ لکھا ہوا الف کی شکل میں ہے اس لئے وقفاً الف ہی سے بدل جاتا ہے۔

(۳۱) کلمہ کا آخری مدہ وصلاً اجتماعِ ساکنین کے سبب حذف ہو جائے۔ تو اس کی دو قسمیں ہیں: لا وہ مدہ رسم میں موجود ہو جیسے وَقَالَا الْحَمْدُ فِی الْاَرْضِ۔ قَالُوا الْئٰنَ یہ وصلاً محذوف اور وقفاً ثابت رہے گا پس ان مثالوں میں وقفاً وَقَالَا۔ فِیْ۔ قَالُوْا پڑھیں گے۔ ٢ وہ مدہ رسم میں بھی نہ ہو جیسے یُؤْتِ اللّٰهُ نساء ع اور نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ یونس ع میں اور ان جیسی

اور مثالوں میں یہ مدہ وصل و وقف دونوں ہی میں محذوف رہے گا لیکن اگر اس مدہ کا حذف تماثل (ایک طرح کی دو صورتیں جمع ہو جانے) کی بنا پر ہو تو پھر یہ مدہ وقف و وصل دونوں ہی میں ثابت رہے گا جیسے یُحۡیِیۡ۔ یَسۡتَحۡیِیۡ۔ تَلۡوٗا۔ لِتَسۡتَوٗا۔

(۳۲) جس حرف سے ابتدا کریں اور جس پر وقف کریں ان دونوں کو پورے خیال سے ادا کریں اور غائب نہ ہونے دیں جیسے مَنۡ اٰمَنَ اور بِاللّٰہِ اور جب وقف والا ہمزہ یا عین کسی ساکن کے بعد ہوں تو اس کو اور بھی زیادہ خیال سے ادا کریں جیسے شَیۡءٌ۔ سُوۡءٍ۔ جُوۡعٍ۔

(۳۳) جب قَالُوۡا۔ مَا لَدَیۡ۔ وَحَاشَا جیسی مثالوں میں مدہ پر وقف کریں تو دو باتوں کا خیال رکھیں ۱ مدہ میں کشش ایک الف سے زیادہ نہ ہونے پائے۔ ۲ اس مدہ کے بعد ہمزہ پیدا نہ ہو۔

(۳۴) جب نون ساکن اور تنوین میں اخفاء کریں یا تشدید والے نون اور میم میں غنہ کریں تو نون اور میم سے پہلی حرکت کو دراز کرنے اور اُسکے ساتھ مدہ کے پیدا کرنے سے پورا پرہیز رکھیں جیسے مِنۡ قَبۡلُ۔ یُنۡفِقُوۡنَ۔ مَنۡ کَانَ اور اِنَّ۔ ھُنَّ۔ ھِمَّ ورنہ مِیۡنۡ قَبۡلُ اور مِیۡنۡمۡ اور اِیۡنَّ ہو جائیگا۔

(۳۵) مدلازم مثقل و مخفف دونوں میں طول کی مقدار محققین کی رائے پر یکساں ہے اور وہ تین الفی یا پانچ الفی ہے اور بعض مثقل کی اور

بعض مخفف کی مقدار زیادہ بتاتے ہیں۔

(۳۶) اَعُوذُ کسی سورۃ کا جزو نہیں ہے ہاں قرآن مجید کا شعار اور اس کی بڑی نشانی اور قرآن اور غیر قرآن میں فرق کرنے والی ہے اور اسی لئے کسی اور کتاب کے شروع میں اَعُوذُ کا پڑھنا مکروہ ہے۔

(۳۷) حضرت حفص جن کی روایت قرآنوں میں درج ہے اور ہم سب پڑھتے ہیں انھوں نے ہر سورۃ کے اوّل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بِسْمِ اللّٰہ نقل کی ہے اس بنا پر اگر کوئی تراویح میں روایت کے کامل کرنے کے شوق میں ہر سورۃ کے اوّل میں بِسْمِ اللّٰہ پڑھے تو اس کو اجنبی اور نئی بات سمجھ کر جھگڑا پیدا کرنا مناسب نہیں چنانچہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جہر سے پڑھ لینے کو جائز بتایا ہے۔ دیکھو فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل صفحہ ۳۸ اور حصہ سوم صفحہ ۱۴۷ جو شمس المطابع مراد آباد محلّہ ساہو میں ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوا ہے اور شیخ الحدیث حضرت مولینا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بھی یہی تھا کہ تراویح میں بسم اللہ کو جہر سے پڑھتے تھے۔

تجوید کے وہ عیوب جن سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے

۱ ترعید: مدّات اور حرکات میں آواز کا ہلانا۔ (مکروہ)

۲ تنفیش: حرکات کو پوری طرح ادا نہ کرنا۔ (مکروہ)

۳ تعجیل: اس قدر جلدی کرنا کہ حروف جدا جدا سمجھ میں نہ آئیں بلکہ گڈمڈ ہو جائیں۔ (حرام)

۴ تطنین: یا مرمرہ۔ ہر ایک حرف میں غنہ کرنا اور اس کو ناک میں پڑھنا۔ (حرام)

۵ تھمیز: ہر ایک حرف میں ہمزہ کی آواز پیدا کرنا۔ (حرام)

۶ تطویل: مدّات اور حرکات میں آواز کو حد سے زیادہ کھینچنا۔ (مکروہ)

۷ ھمھمہ: یعنی کسی حرفِ مخفف کو مشدد پڑھنا جیسے اَنِیَۃٍ سے اَنِیَّۃٍ اور مَاھِیَہْ سے مَاھِیَّہْ۔ (حرام)

۸ زمزمہ: قرآن مجید کو گانے کے طور پر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر حد تجوید سے باہر ہے تو حرام ہے۔

۹ ترقیص: آواز کو نچانا اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز کو کبھی نیچی کرنا اور کبھی بلند کرنا جیسے گویئے راگنی کے قواعد کی رُو سے کیا کرتے ہیں۔ اگر تجوید کی حد میں ہے تو مکروہ ورنہ حرام ہے۔

۱۰ عنعنہ: ہمزہ میں اور اسی طرح دوسرے حروف میں عین کی آواز ملا دینا۔ (حرام)

۱۱ رکز: بے موقع ادغام کرنا مثلاً: لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا میں غین کا قاف میں یا فَاصْفَحْ عَنْهُمْ میں حا کا عین میں یا مَاتُوْا وَھُمْ میں واؤ کا واؤ میں (حرام)

۱۲ تعویق: کلمہ کے درمیانی حرف پر وقف کر کے آگے سے شروع کر دینا۔ (حرام)

۱۳ تمضیغ: حرفوں کو چبا کر پڑھنا۔ (مکروہ)

۱۴ وثبہ: پہلے حرف کو ناتمام چھوڑ کر دوسرے کو پڑھنے لگنا۔ (مکروہ)

"عذار القرآن"

مؤلفہ

قاری محمد اسماعیل صاحب پانی پتی